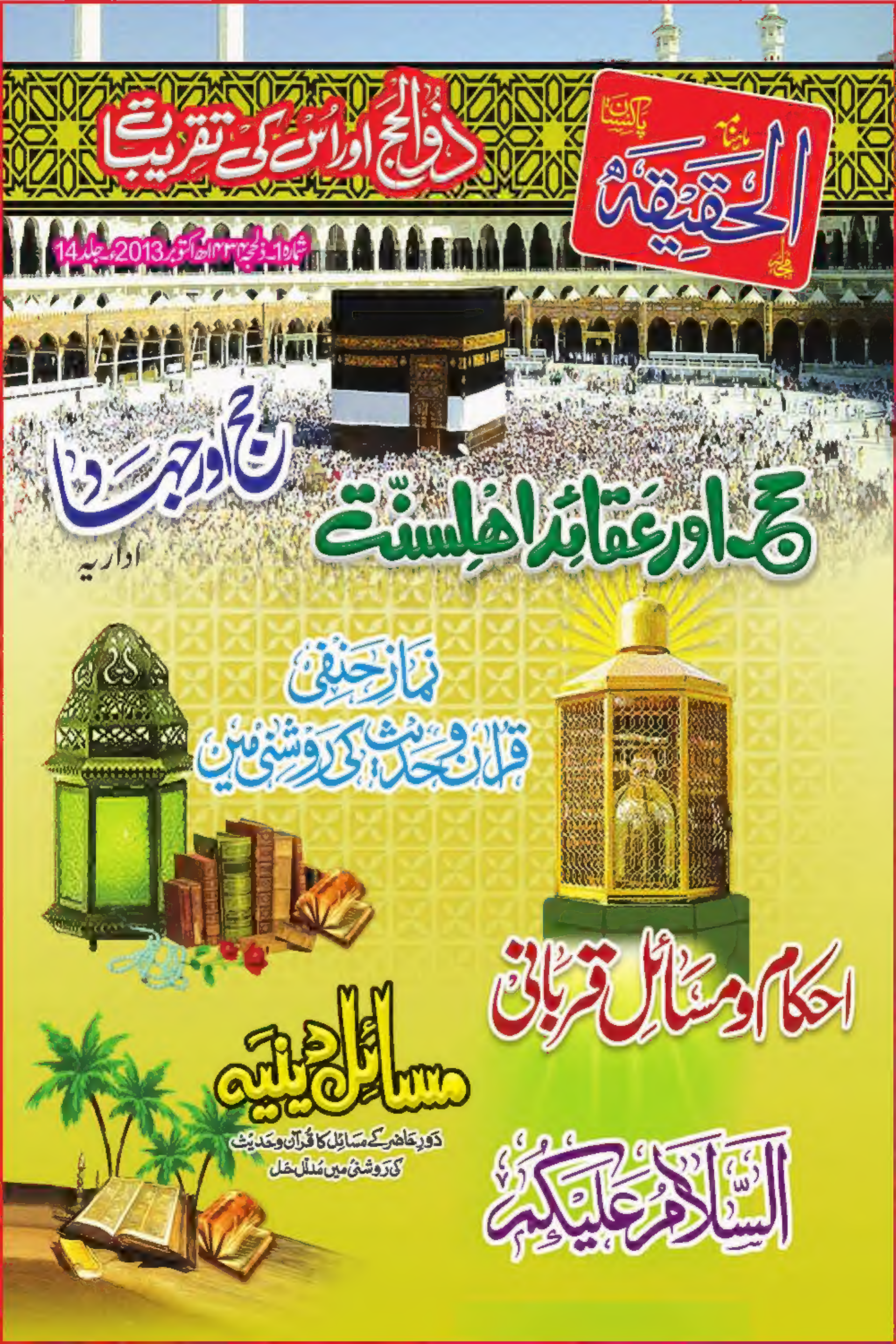

ماہنامہ
الحقیقہ
پاکستان
مجلہ
ذوالحج اور اس کی تقریبات
شمارہ 1۔ ذوالحجہ ۱۴۳۴ھ اکتوبر 2013ء۔ جلد 14
حج اور عقائد اہلسنّت
حج اور جہاد
اداریہ
نمازِ حنفی
قرآن و حدیث کی روشنی میں
احکام و مسائلِ قربانی
مسائلِ دینیہ
دورِ حاضر کے مسائل کا قرآن وحدیث
کی روشنی میں مدلل حل
السلام علیکم

فہرست

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

أَلَآ إِنَّ أَوْلِيَآءَ ٱللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ

یونس - ۶۳

ترجمہ: سن لو اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے اور نہ کچھ غم

حج اور جہاد

سعید آسوی کے قلم سے

ماہ ذوالحج ایک مرتبہ پھر نزول فرمانے والا ہے۔اس ماہ مقدس میں دنیا بھر سے مسلمان حج بیت اللہ اور زیارت حرمین شریفین کیلئے اکٹھے ہوتے ہیں ان یکجا ہونے والوں میں افغانستان کے ستم رسیدہ لوگ بھی ہوں گے،عراق کے پریشان حال بھی ہوں گے،بوسنیا اور چیچنیا کے مظلوم اور ستائے گئے عوام بھی ہوں گے۔ملک شام کے باسی بھی ہوں گے جس پر جھپٹنے کے لئے اقوام مغرب بے چین ہیں پاکستان سے تعلق رکھنے والے وہ زخمی دل بھی ہوں گے جن کے وطن عزیز کو پارہ پارہ کرنے کے لئے طاغوتی طاقتیں آج ایڑی چوٹی کا زور لگا رہی ہیں۔ان تمام مظلوم و مجبور و مقہور لوگوں اور ملکوں میں قدر مشترک ایک ہے اور وہ ہے اسلام سے نسبت یعنی جن کا خون پانی کی طرح بہایا جا رہا ہے یہ سب کے سب کلمہ گو ایک اللہ تعالیٰ کو ماننے اور جناب محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے عشق و محبت کا دم بھرنے والے ہیں اور یہی ان کا "جرم عظیم" ہے۔جبکہ جملہ اہل اسلام کو تیغ ستم کا نشانہ بنانے والوں میں،شیطان اعظم،امریکہ اور اس کے چیلے اسرائیل و بھارت ہیں جبکہ اس مقصد کے لیے اقوام متحدہ کے پلیٹ فارم کا بھرپور استعمال کیا جا رہا ہے۔

اے کاش!تمام اسلامی دنیا سے آنے والے ان عوام و خواص کی فکری و نظریاتی تربیت کا بھی یہاں اہتمام کیا جاتا یعنی آئندہ کے لئے مشترکہ لائحہ عمل اختیار کرنے اور تمام اسلامی ممالک کو یکجان و متحد ہو کر یہود و نصاریٰ کا مقابلہ کرنے کے لئے ذہن سازی کا یہاں کی حکومت پروگرام ترتیب دیتی لیکن افسوس!سرزمین عرب شریف کو "سعودی عرب" بنانے والوں کا ادھر دھیان ہی نہیں۔امریکہ و یورپ اور اسرائیل کی چالوں اور وار کا مقابلہ کرنے کے لئے جذبۂ جہاد کو پروان چڑھانا چاہئے تھا لیکن یہاں کے حکومتی عناصر اس فکر سے مکمل عاری و غافل ہیں یہی نہیں بلکہ ان کی مادی ترقی سے خاصے 'مرعوب' ہیں۔

ہماری نظر میں حج کے موقع پر عالم اسلام کو جو بہترین پیغام دیا جا سکتا ہے وہ وہی ہے جسے مولٰینا ظفر علی خان نے 'پیغام جہاد' کے نام سے رقم فرمایا ہے۔ملاحظہ کیجئے۔

پیغام جہاد

احسان کا ہنڈا ہاتھ میں لے
ایمان کا جھنڈا ہاتھ میں لے
اسلام کا ڈنڈا ہاتھ میں لے
پھر ساری یہ دنیا تیری ہے
ہنڈے کو حریم جان میں جلا
جھنڈے کو کلیساؤں میں اڑا
ڈنڈے کو بتوں کے سر پہ گھما
پھر ساری یہ دنیا تیری ہے
پڑتا ہو جہاں گھمسان کا رن
باندھے ہوئے چل شمشیر و کفن
کر زندہ عرب کی رسم کہن
پھر ساری یہ دنیا تیری ہے
ڈرنا ہے تو ایک اللہ سے ڈر
مرنا ہے تو اس کی راہ میں مر
اس نکتے کو رکھ لے پیش نظر
پھر ساری یہ دنیا تیری ہے
غیروں میں مل اپنوں سے نہ کٹ
ان کو بڑھا اور آپ نہ گھٹ
فرقوں میں نہ بٹ مرکز سے نہ ہٹ
پھر ساری یہ دنیا تیری ہے
مت بھول کفن بردوش ہے تو
بطحا کے جنوں کا جوش ہے تو
اس جوش میں گر مدہوش ہے تو
پھر ساری یہ دنیا تیری ہے

ذوالحج اور اس کی تقریبات

حضور مفکر اسلام علیہ الرحمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اسلامی تقویم کے آخری مہینے کا نام ہے ذوالحج (یعنی حج والا) کیونکہ اس کی نویں تاریخ کو اہل استقامت عرفات کے میدان میں پہنچ کر فریضہ حج ادا کرتے ہیں۔ یوں تو یہ سارا مہینہ خاص فضیلت وحرمت کا حامل ہے مگر پہلے دس دنوں کی شان بہت بلند ہے۔ (عشرہ، دس کو کہتے ہیں)

﴿انبیائے کرام علیہم السلام پر نوازشات﴾

جن دنوں میں خداوند کریم نے اپنے محبوبوں پر انعامات کی بارشیں کیں وہ اتنے عظیم ہیں کہ قرآن میں انھیں ایام اللہ (یعنی اللہ کے دن) فرمایا گیا، اس نکتے کو ذہن نشین کر کے اب عشرہ ذی الحج کی عظمت پر غور فرمائیے۔

۱۔ حضرت آدم علیہ السلام کی لغزش اسی عشرے کی نویں تاریخ کو معاف ہوئی۔ (یہی یوم عرفہ حج کا دن ہے)

۲۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اسی عشرے میں خلیل (گہرا دوست) بنایا گیا۔ جنہوں نے اپنا مال مہمانوں کے لئے اپنی جان آتش نمرود کیلئے اور اپنے فرزند اسمٰعیل علیہ السلام کو قربانی کیلئے پیش کر دیا۔ اسی میں آپ نے کعبہ مقدسہ کی بنیاد رکھی۔

۳۔ انھیں دس دنوں میں جناب موسیٰ علیہ السلام کو کلیم اللہ بنایا گیا۔

۴۔ حضرت داؤد علیہ السلام کی لغزش بھی اسی عشرے میں معاف ہوئی۔

۵۔ ایک روایت کے مطابق نزول قرآن کی ابتداء بھی اسی عشرے کی آخری صبح کو ہوئی۔

۶۔ بیعت رضوان جس میں چودہ سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ببول کے درخت کے نیچے حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دست حق پرست پر بیعت کی اور خدا تعالیٰ نے حضور رسالتمآب ﷺ کے مبارک ہاتھ کو (یداللہ یعنی اللہ کا ہاتھ) قرار دیا۔ نیز بیعت کرنے والوں کو اپنی رضا کی سند عطا فرمائی اسی عشرے سے تعلق رکھتی ہے۔

﴿اس عشرہ کے مزید فضائل﴾

حضور اکرم نور مجسم ﷺ نے فرمایا

۱۔ کوئی دن ایسے نہیں جن میں نیک عمل کرنا اللہ تعالیٰ کو اتنا پسند ہو جتنا ان دس دنوں میں۔

۲۔ ذوالحج کے (پہلے) عشرے میں ایک دن کے روزے کا ثواب سال بھر کے روزوں کے برابر اور اس میں ایک رات کی نماز کا ثواب ایک سال کی نمازوں کے برابر ہے۔

۳۔ ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔ حضور سرور عالم ﷺ نے یہ چار عمل کبھی ترک نہیں فرمائے۔

ا۔ عشرہ ذی الحج کے روزے۔ ب۔ عاشورہ کا روزہ

ج۔ایام بیض کے روزے (ہر چاند ماہ کی تیرہ، چودہ اور پندرہ کے روزے)
د۔فجر کی پہلی دو رکعتیں۔
۴۔حضور اکرم ﷺ نے فرمایا۔جو شخص عرفہ کے دن (یعنی نویں ذی الحج) کو روزہ رکھتا ہے اس کے ایک سال پہلے اور ایک سال بعد کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ذی الحج کی دس راتوں کو اپنے چراغ نہ بجھاؤ۔آپ کو اس عشرے میں عبادت بہت پسند تھی۔خادموں کو جگاتے اور انھیں بیدار رہنے کا حکم دیتے تھے۔کہا گیا ہے کہ جو شخص ان دس دنوں کی عزت کرتا ہے رب تعالیٰ اسے یہ دس چیزیں مرحمت فرما کر عزت افزائی کرتا ہے۔

ا۔عمر میں برکت۔۲۔مال میں کثرت۔۳۔اہل و عیال کی حفاظت۔۴۔گناہوں کا کفارہ۔۵۔نیکیوں میں اضافہ۔۶۔نزع میں آسانی۔۷۔ظلمت میں روشنی۔۸۔میزان میں اعمال نیک کا زیادہ وزن۔۹۔دوزخ کے طبقات سے نجات۔۱۰۔جنت کے درجات پر عروج۔

﴿......حج......﴾

جیسا کہ اوپر مذکور ہوا، اسی مبارک عشرے کی نویں تاریخ جسے یوم عرفہ کہا جاتا ہے کو دنیا کے دور دراز گوشوں سے، اہل اسلام حج کی سعادت حاصل کرنے کے لئے میدان عرفات میں حاضر ہوتے ہیں، یہاں اللہ کے حضور رو رو کر اپنے گناہوں کی بخشش مانگتے ہیں اور معتبر روایات کے مطابق ان کی یہ آرزو پوری بھی ہو جاتی ہے۔یہ وہی میدان ہے جس میں آدم علیہ السلام نے امام الانبیا حضور احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کے طفیل مغفرت چاہی تو انھیں مل گئی۔اگر ان کی اولاد بھی یہاں آکر اور اپنے والد ماجد کی سنت پر عمل پیرا ہو کر خدا سے مغفرت طلب کرے تو اس کی رحمت سے اس کا بخشا جانا کیا بعید ہے

حج دراصل اہل اسلام کی سالانہ عالمی کانفرنس ہے جس کی نظیر دنیا کے کسی اور مذہب میں نہیں ملتی۔انسانوں کو اس طرح ایک پلیٹ فارم پر لانے کا جو اہتمام اسلام نے کیا ہے، وہ اسی کا حصہ ہے، مشرق و مغرب اور شمال و جنوب سے بنی نوع آدم کا ایک ہی جذبے سے ایک ہی نقطے پر اکٹھا ہونا کیا معجزے سے کم ہے؟ وہ منظر کتنا حسین ہوتا ہے جب ایشیا، آسٹریلیا اور یورپ کا رہنے والا افریقی اور امریکی بھائیوں سے مل کر ایک ہی آواز میں اپنے رب کی بارگاہ میں حاضر ہونے کے لئے ایک ہی لباس پہنے ہوتا ہے اور ایک ہی نغمہ توحید الاپ رہا ہوتا ہے۔حضور سید عالم رحمت کونین ﷺ پر دل کی گہرائیوں سے درود و سلام بھیجئے، جن کی برکت سے گورے کالے کی تمیز مٹ گئی اور رنگ و نسل کے جھگڑے ختم ہو گئے۔

کیسے رنگ و نسل کے جھگڑے، کیسا دیس بدیس
توڑ دو ہر اوہام کی سرحد، ڈھا دو ہر دیوار
(انجم روحانی)

کیا اس اتحاد و یک جہتی کا منظر کسی "ازم" نے بھی پیش کیا ہے، کیا یہ ہم رنگی و ہمنوائی کسی اور رفارمر (یا مصلح) کے ماننے والوں میں نظر آسکتی ہے، کیا اخوت و مروت اور عدل و مساوات کا ایسا تصور اسلام کے سوا کہیں اور بھی ممکن ہے؟ نہیں اور نہیں، تو ماننا ہوگا، اسلام ہی دور حاضر کی تمام آفات کا چارہ گر ہے۔دامن مصطفیٰ (علیہ التحیۃ والثناء) ہی ساری دنیا کی پناہ گاہ ہے اور قرآن ہی وہ نسخہ کیمیا ہے جس پر عمل کرنے سے انسانوں کے اجتماعی و انفرادی، فکری و عقلی، معاشی و معاشرتی اور سیاسی و ملی مسائل کا حل ممکن ہے۔اب یہاں اس عظیم الشان رکن اسلام کے چند فضائل درج کئے جاتے ہیں

۱۔حضور اکرم ﷺ نے فرمایا، جس نے کسی اور غرض سے نہیں، محض اللہ کے لئے حج کیا اور اس میں کوئی فحش بات یا گناہ نہ کیا۔ وہ گناہوں سے ایسا پاک ہو گیا گویا آج ہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہو۔ (مشکوۃ شریف)

۲۔حاجی کو اپنے گھر والوں میں سے چار سو کی شفاعت کا حق دیا جاتا ہے۔ (رکن دین، بحوالہ لطائف المعارف)

۳۔اہل عرفات پر اللہ تعالیٰ فرشتوں کے آگے فخر فرماتا ہے کہ میرے بندوں کو دیکھو کہ وہ میرے پاس پراگندہ بال اور غبار آلود حالت میں بلند آواز سے لبیک کہتے ہوئے دور دراز کی راہوں سے آرہے ہیں۔ فرشتے عرض کریں گے "اے رب فلاں فلاں مرد و عورت گنہگار بھی موجود ہیں"۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا"۔ میں نے سب کی بخشش کر دی"۔

۴۔تفسیر عزیزی میں ہے۔ رسول اللہ اکرم ﷺ نے فرمایا "جب قیامت کا دن ہو گا تو کعبے کو فرشتے زیب و زینت کے ساتھ آراستہ کر کے میدان حشر میں لائیں گے۔ اثنائے راہ جب وہ میری قبر سے گزرے گا، فصاحت سے کہے گا۔

السلام علیک یا محمد

(یارسول اللہ سلام عرض ہے)

میں جواب میں کہوں گا۔

وعلیک السلام یا بیت اللہ

(اے اللہ کے گھر تجھ پر بھی سلامتی ہو)

میری امت نے تیرے ساتھ کیا سلوک کیا اور تو اس کے ساتھ کیا سلوک کرے گا۔ کعبہ کہے گا۔" جو کوئی آپ کی امت سے میری زیارت کیلئے آیا۔ میں آج اس کے لئے کافی ہوں، میں اس کی شفاعت کروں گا۔ اس کی طرف سے آپ مطمئن اور فارغ البال رہیں اور جو میری زیارت کیلئے نہیں آیا، اس کے لئے آپ ہیں اور آپ کی شفاعت

۵۔بیت اللہ شریف کو دیکھنا ایک سال کی عبادت کے برابر ہے۔

۶۔حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر دن میں اور ہر رات میں ایک سو بیس رحمتیں نازل فرماتا ہے، ساٹھ اس کا طواف کرنے والوں کے لئے چالیس نماز پڑھنے والوں کے لئے اور بیس اس کے دیکھنے والوں کیلئے۔

۷۔حدیث پاک میں ہے

النظر الی الکعبۃ عبادۃ

(کعبہ شریف کی طرح دیکھنا بھی عبادت ہے۔

﴿دربار حبیب ﷺ میں حاضری﴾

حج کے بعد اہل ایمان و محبت سید کونین خواجہ دارین حضور احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کے دربار میں حاضر ہوتے ہیں۔ حضور اکرم نور مجسم جان ایمان اور روح دین ہیں تو یہ حاضری عشاق کے نزدیک جان اسلام اور روح حج ہے بیت اللہ کا طواف، عرفات کی حاضری، صفا و مروہ کی سعی، بوسہ حجر اسود وغیرہ گناہوں سے پاک ہونے کیلئے ہی تو تھا اور پاک ہو گئے تو چلو دربار حبیب میں کہ خداوند کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کے دربار میں ایسے لوگوں کو ہی پسند فرماتا ہے جو غرور و تکبر اور نفسانی آلائشوں سے پاک ہو جاتے ہیں۔ یہی تو وجہ ہے، بادشاہان دنیا اپنے درباروں میں حاضری

کے اصول وقواعد خود مرتب کرتے ہیں مگر سلطان الانبیاء شہنشاہ دوسرا کا دربار اتنا عظیم وجلیل ہے کہ اس کی حاضری کے آداب خود شہنشاہ حقیقی رب العلی مین اپنے لازوال کلام میں ارشاد فرماتا ہے (دیکھئے سورۃ الحجرات وغیرہ) سچ فرمایا ہے حضرت عزت بخاری علیہ الرحمۃ نے۔

ادب گاہے است زیر آسماں از عرش نازک تر　　نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید اینجا

مختصر یہ کہ صاحب معراج کی بارگاہ عرش پناہ میں آنا ہو تو خوب پاک وصاف ہو کر کہ یہی معراج آرزو ہے اور یہی معراج انسانیت!

ان کی معراج کہ وہ لوح وقلم تک پہنچے　　"میری" معراج کہ میں ان کے قدم تک پہنچا

وہ کتنا خوش بخت ہے جو کل رب العلمین کے گھر کے طواف کر رہا تھا اور آج رحمۃ للعلمین علیہ الصلوۃ والسلام کے روضہ پرنور کی جالیاں چوم رہا ہے اس کیف وسرور کا کون اندازہ کر سکتا ہے جو عاشق زار کو آستان حبیب پر میسر آتا ہے۔ اعلیحضرت مجدد ملت علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

آہ وہ عالم کہ آنکھیں بند اور لب پر درود　　وقف سنگ در جبیں، روضے کے جالی ہاتھ میں

حقیقت یہ ہے کہ حج کے بعد یہاں حاضر ہونا دل مومن کی آرزو ہی نہیں بلکہ ان احسانات ونوازشات کا اعتراف اور شکرانہ بھی ہے جو سرکار ابد قرار حضور احمد مختار علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنی امت پر یا ان کے صدقے سے ان کے رب نے اپنے بندوں پر فرمائے ہیں جو حج کے بعد یہاں حاضر ہوا۔ اس نے اپنی شکر گزاری اور نیازمندی کا مظاہرہ کیا اور پھر اس شکر گزار و نیاز مند کو آقائے دوعالم علیہ الصلوۃ والسلام نے کیا دیا۔ سنیئے

۱. من حج وزار قبری بعد موتی (وفاتی) کان کمن زار نبی فی حیاتی. (طبرانی. دارقطنی) ترجمہ: جس نے حج کیا اور میری قبر کی زیارت کی میرے وصال کے بعد وہ ایسا ہے گویا اس نے میری حیات (ظاہری) میں میری زیارت کی۔

ایک دوسرے مقام پر فرمایا

۲. من جاء فی زائر الا تحمله حاجة الا زیارتی کان حقا علی ان اکون له شفیعا یوم القیمة، (کبیر واوسط طبرانی، دارقطنی) ترجمہ: جو (خالص) میری زیارت کیلئے آیا اور اسے میری زیارت کے سوا کوئی اور ضرورت سفر پر آمادہ کرنے والی نہیں تھی، مجھ پر حق ہے کہ قیامت کے دن اس کی شفاعت کروں۔

اس سلسلے میں ایک اور حدیث بہت مشہور ہے (اور حضور اکرم علیہ الصلوۃ والسلام کے مزار پر انوار بھی لکھی ہوئی ہے)

۳. من زار قبری و جبت له شفاعتی (دارقطنی۔ بیہقی)

ترجمہ: جس نے میری قبر کی زیارت کی، اس کے لئے میری شفاعت واجب ہوگئی۔

ایک اور حدیث پاک میں وجبت کی بجائے حلت ہے (یعنی حلال ہوگئی) اور جس نے یہاں آنا گوارا نہیں کیا اس کے کے لئے بھی وعید موجود ہے فرمایا:

۴. من حج البیت ولم یزرنی فقد جفانی (سیرت رسول عربی بحواله کامل دین عددی) ترجمہ: جس نے بیت اللہ کا حج کیا اور میری زیارت نہیں کی سو اس نے مجھ پر ظلم کیا۔

ماں باپ پر ظلم کرنے والا بخشش سے محروم ہے تو حضور رحمۃ للعلمین ﷺ پر ظلم وزیادتی کرنے والا کس طرح رحمت حق کا مستحق ہو سکتا ہے، یہاں یہ سمجھنا مشکل نہیں رہا کہ کچھ حاجی تو واقعی حاجی ہیں (اور یہ وہ ہیں جنہوں نے حج کے بعد در حبیب علیہ الصلوۃ والسلام پر حاضری دی) اور کچھ وہ

ہیں جنھیں دراصل جانی (جفا کرنے والا) یا باغی کہنا چاہئے (اور یہ وہ ہیں جنھوں نے حبیب کبریا علیہ التحیۃ والثناء کی رحمتوں سے منہ پھیر لیا)

سوچئے، ایک وہ شخص ہے جو بارگاہ رب العلمین میں رورو کر دعائیں کرتا ہے، گڑگڑا کر التجائیں کرتا ہے، مولا کریم مجھے اپنے اور اپنے محبوب کریم علیہ افضل الصلوۃ والتسلیم کے گھر کی زیارت عطا فرما، رب اکرم اس کی آرزو پوری فرماتا ہے، وہ مکہ مشرفہ اور مدینہ منورہ میں پہنچ کر ایک ایسا سکون محسوس کرتا ہے، جس کا جواب نہیں، یہ بار بار حاضری دیتا ہے اور شوق بڑھتا ہی جاتا ہے آخر اس کی تمنا یہ ہوتی ہے (بقول اقبال)

ہوا ہو ایسی کہ ہندوستان سے اے اقبال — اڑا کے مجھ کو غبار رہ حجاز کرے

یا بقول مولانا حسن رضا خاں بریلوی۔

مٹی نہ ہو برباد پس مرگ الٰہی! — جب خاک اڑے میری، مدینے کی ہوا ہو

یا بقول حضرت امیر مینائی

مدینے جاؤں، پھر آؤں، مدینے پھر جاؤں — تمام عمر اسی میں تمام ہو جائے!!

ایک اس کے برعکس وہ ہے جو بڑی آسانی سے حج وزیارت کے سفر پر جاسکتا ہے مگر نہیں جاتا یا جاتا ہے تو مکہ معظمہ سے لوٹ آتا ہے، مدینہ منورہ کا رخ نہیں کرتا یا بالفرض جاتا ہے تو مسجد نبوی میں چالیس نمازوں کی نیت سے جاتا ہے، اسے سرکار (ﷺ) سے کوئی سروکار نہیں (آپ نے اوپر کی ایک حدیث پاک میں دیکھا، مدینے کا سفر ہو تو حضور ﷺ کی زیارت ہی کی نیت سے، مسجد نبوی اس کے تحت ہے، کتنا بد بخت ہے جسے نبی سے تو کوئی تعلق نہیں مگر وہ مسجد نبوی کا حریص ہے)

کیا یہ دو شخص ایک جیسے ہیں، نہیں! ہرگز نہیں، ایک بندہ محبت ہے اور دوسرا کشتہ عداوت، ایک ادب آشنا ہے اور دوسرا خودسر و مغرور، خداوند کریم مرشد کریم دامت برکاتہم القدسیہ کے طفیل ہمیں ادب و محبت سے نوازے اور بغض و کدورت سے محفوظ رکھے۔

قربانی: ذی الحجہ کی دس تاریخ کو حاجی منٰی میں اور دوسرے صاحب وسعت مسلمان اپنے اپنے گھروں میں حضرت سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علی نبینا و علیہ الصلوۃ والسلام کی سنت پر عمل کرتے ہوئے جانوروں کی قربانی پیش کرتے ہیں۔ بلکہ خود امام الانبیاء علیہم الصلوۃ والسلام تو ہمیشہ اس موقع پر دو مینڈھے ذبح فرماتے تھے، ایک اپنی طرف سے ایک اپنی امت کے ان افراد کی طرف سے جو غربت کی وجہ سے قربانی نہ کرسکیں، حضرت سیدنا علی المر تضٰی کرم اللہ وجہہ الکریم بھی اسی سنت حبیب علیہ الصلوۃ والسلام پر عامل تھے۔

قربانی کے سلسلے میں (اور یونہی ہر عبادت و نیکی میں) سب سے زیادہ ضروری چیز اخلاص نیت ہے۔ قرآن فرماتا ہے

لن ینا ل اللہ لحو مھا و لا دما و ھا و لکن ینا لہ التقوی منکم (الحج)

ترجمہ: نہ اللہ کو ان (قربانیوں) کے گوشت پہنچتے ہیں اور نہ ان کے خون اس تک پہنچتا ہے تو تمہاری طرف سے تقویٰ

اگر ہمارے اندر خدا کے نام پر قربان ہونے کا جذبہ نہیں تو محض جانوروں کی قربانی سے اصل مقصد کیونکر پورا ہوسکتا ہے۔ اور آج سب سے بڑا المیہ یہی ہے کہ عبادات رسم کی حد تک تو موجود ہیں، مگر ان کی اصل روح غائب ہے۔

حضرت علامہ اقبال فرماتے ہیں

بدن میں وہ لہو باقی نہیں ہے — وہ دل، وہ آرزو باقی نہیں ہے
نماز و روزہ و قربانی و حج! — یہ سب باقی ہیں، تو باقی نہیں ہے

اس سے بھی زیادہ دکھ کی بات یہ ہے کہ بعض مفکرین اس ''رسم'' کو بھی برداشت نہیں کرتے ان کے نزدیک حج اور قربانی جیسی عبادات پر مال خرچ کرنا، اسراف ہے ان کے مطابق، مثلاً قربانی کرنیکی بجائے اس کی رقم یتیموں اور مسکینوں میں خرچ کر دینی چاہئے، یہ محض اسلامی شعائر و عبادات کو ختم کرنے کا اور اسلام کا حلیہ بگاڑنے کا (ایک بہانہ ہے، ورنہ مسکینوں اور یتیموں کے ان خیر خواہوں نے کبھی خود اس پر عمل کر کے بھی نہیں دکھایا، حقیقت یہ ہے کہ انہیں کسی غریب محتاج سے ہمدردی ہے، نہ قوم سے پیار، محض کٹ حجتی اور وسوسہ انگیزی چاہتے ہیں اگر وہ خلوص سے سوچیں تو کیا غریب محتاج کو گوشت کھانا فضول خرچی یا اسراف ہے اور اس پر کیا صرف انہیں خیر خواہوں کا حق ہے۔

یاد رہے حضور اکرم نور مجسم ﷺ نے قربانی کے دن اسی کو سب سے زیادہ پسندیدہ عمل قرار دیا ہے۔ الفاظ مبارک یہ ہیں۔

ما عمل ابن آدم من عمل یو م النحر احب الی اللہ من اھراق الدم

ترجمہ: انسان نے قربانیکے دن ایسا کوئی عمل نہیں کیا جو اللہ کے نزدیک خون بہانے سے زیادہ پسندیدہ ہو

﴿......یوم سیدنا عثمان......﴾

خلیفہ راشد و ثالث، داماد رسول، امیر المومنین، امام المصدقین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ۳۵ھ کے ذوالحج میں نہایت ظلم وستم کے ساتھ چالیس دن تک اپنے ہی دولتکدے میں محصور رہنے کے بعد شہید کئے گئے مختلف روایات کے مطابق یہ ۸۔ ۱۲۔ ۱۷ یا ۱۸ تاریخ تھی۔

مہاجرین اور السابقون الاولون کی شان میں نازل ہونے والی تمام آیات میں آپ کا ذکر بھی شامل و داخل ہے ان کے علاوہ بعض خصوصی آیات بھی آپ کی عظمت کو بیان کرتی ہیں مثلاً پارہ ۲۳ کی سورہ زمر کی آیت نمبر ۹ میں آپ ہی مراد ہیں، اس کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیے۔

''بھلا جو شخص رات کی گھڑیاں کبھی سجدہ کرتے ہوئے کبھی کھڑے ہوئے عبادت میں بسر کرتا ہے۔ آخرت سے ڈرتا ہے اور اپنے رب کی رحمت کی امید رکھتا ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے نزدیک یہ آیت آپ ہی کی شان میں نازل ہوئی۔ (خزائن العرفان)

سرکار دو عالم ﷺ کی زبان حق ترجمان سے بھی چند فضائل سنیے۔

۱۔ جنت میں ہر نبی کا کوئی نہ کوئی رفیق ہوگا۔ اور میرا رفیق جنت میں عثمان بن عفان ہے۔ (ابن ماجہ شریف)

۲۔ ایک شخص کی نماز جنازہ نہ پڑھنے کی وجہ حضور ﷺ نے یہ بیان فرمائی۔

انہ کا ن یبغض عثمان فابغضہ اللہ (ترمذی شریف)

ترجمہ: یہ عثمان سے بغض رکھتا تھا تو اللہ تعالیٰ نے اس سے بغض رکھا۔

۳۔ بیعت رضوان کے موقع پر حضور ﷺ نے اپنے دائیں ہاتھ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا یہ عثمان کا ہاتھ ہے اور اس ہاتھ کو دوسرے ہاتھ پر مارا اور فرمایا، یہ عثمان کیلئے ہے (جامع ترمذی)

یہ بہت بڑا شرف تھا۔ اس کے علاوہ حضور اکرم ﷺ نے اپنی دو صاحبزادیاں سیدہ رقیہ اور سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہما یکے بعد دیگرے آپ کے نکاح میں دیں۔ اسی لئے صحابہ کرام آپ کو ذوالنورین (یعنی دو نوروں والے) کہا کرتے تھے،

ہم اہل سنت صحابہ کرام کے بھی غلام ہیں، اہل بیت اطہار کے بھی (رضی اللہ عنہم اجمعین) اس لئے ان سب کے دن منانا اظہار عقیدت کیلئے مستحسن خیال کرتے ہیں۔۔

حج اور عقائد اہل سنت

﴿محقق دوراں جناب مفتی حافظ نصر اللہ صاحب مدنی آسوی﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حج کے افعال وارکان پر غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ حج اہل سنت والجماعت کے عقائد کی ایک عملی صورت ہے کیونکہ اہل سنت کے بہت سے عقائد حج سے ثابت ہوتے ہیں اور یہ اس مسلک کی حقانیت کی واضح دلیل ہے مثلاً

۱- انبیاء واولیاء کی یادگاریں قائم کرنا
۲-اولیاء کرام کا دور ونزدیک سے یکساں سننا
۳-نداء یارسول اللہ اور مسئلہ سماع موتیٰ
۴-اختیار نبی
۵-علم نبی ﷺ
۶-حیات النبی ﷺ
۷-حاضر وناظر
۸-نسبت مجازی افعال خدا کی سبب کی طرف نسبت کا جواز
۹-مخلوق خدا (زمزم) کا حاجت روا، مشکل کشا
۱۰-حجر اسود کا علم اور اس کا اللہ کے حکم سے نفع پہنچانا
۱۲-تعظیم نبی ﷺ موئے مبارک اور ناخن مبارک کا تبرک تقسیم فرمانا
۱۳-ایصال ثواب اور کھانا آگے رکھ کر کچھ پڑھنا اور اس پر غیر اللہ کا نام آنا
۱۴-وسیلہ انبیاء واولیاء

۱-انبیاء واولیاء کی یادگاریں قائم کرنا: حج سارے کا سارا اوّل تا آخر اللہ کے مقبولوں اور محبوبوں کی یادگار ہے۔اور یہ یادگار منانے اور قائم رکھنے کا خود اللہ نے حکم دیا ہے۔جس سے ثابت ہوتا کہ انبیاء اور اولیاء کی اللہ کی بارگاہ میں بڑی شان وشوکت ہے کیونکہ انہوں نے اللہ کی رضا کی خاطر اپنی جان مال اولاد سب کچھ قربان کر دیا تو اللہ تعالیٰ ان پر راضی ہو گیا اور ان کا ذکر قیامت تک کے لئے باقی رکھا اور اس شان سے باقی رکھا جو اس جگہ کی زیارت کر لے وہ گناہوں سے پاک صاف نہ صرف خود گناہوں سے پاک وہ جس کے لئے دعا کر دیں اللہ تعالیٰ اس کی بھی مغفرت فرما دے اور جہاں وہ تھوڑی دیر کے لئے بھی ٹھہر گئے وہ جگہیں بھی قابل تعظیم اور اللہ کی نشانیاں بن گئیں تو جہاں وہ ہستیاں قیامت تک کے لئے آرام فرما ہیں ان مقامات کی عظمت کا اندازہ کون لگا سکتا ہے تبرکات کے منکروں اور زیارات کو مٹانے والوں بے ادبوں کو غور کرنا چاہئے کہ یہ تبرکات کس نے باقی رکھے ہیں اور وہاں نماز ادا کرنے کا حکم کس نے دیا ہے مقام ابراہیم کو دیکھ لو پتھر پر قدموں کے نشان یہ کسی انسان کا کام نہیں اللہ کا کام ہے اب اس کو مٹا کر دکھاؤ تبرکات کے منکروں اور غار حرا اور غار ثور کی زیارت سے روکنے والوں کی لڑائی ہم سے یا نبیوں ولیوں سے نہیں اللہ سے ہے۔وہی ان

کی شان بلند کر رہا ہے

؎ عقل ہوتی تو خدا سے نہ لڑائی لیتے   یہ گھٹائیں اسے منظور بڑھانا تیرا

ستم بالائے ستم یہ ہے کہ یہ لوگ اب شہداء بدر کی بھی زیارت نہیں کرنے دیتے وہاں کھڑے ہو کر سلام تک نہیں پڑھنے دیتے وہاں پولیس کا چوبیس گھنٹے پہرہ ہے۔ یہ کتنا بڑا افراط اور جھوٹ ہے کہ ہم قرآن وحدیث کو ماننے والے ہیں۔ ان زیارتوں سے منع کرنے والی قرآن کی کوئی آیت بتاؤ یا کوئی حدیث دکھاؤ جس میں زیارت سے روکا گیا ہو ورنہ ہم دکھاتے ہیں۔ زیارت قبور سے ممانعت والی حدیث منسوخ ہے۔

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ فَزُوْرُوْهَا.

میں نے تمہیں قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا اب زیارت کیا کرو۔

(مسلم حدیث ۹۷۷ مشکاۃ حدیث: ۱۷۶۲ کتاب الجنائز باب زیارۃ القبور)

اس سے ہر طرح زیارت قبور کا جواز معلوم ہوا خواہ روزانہ ہو یا سال کے بعد اور خواہ تنہا زیارت کی جائے یا جمع ہو کر اب اپنی طرف سے اس میں قیود لگانا کہ مجمع کے ساتھ زیارت کرنا منع ہے سال کے بعد مقرر کر کے زیارت کرنا منع ہے محض لغو ہے معین کر کے ہو یا بغیر معین کئے ہر طرح جائز ہے۔ (جاء الحق ص ۳۲۲)

فَزُوْرُوْ امر مطلق ہے لہٰذا مسلمانوں کو زیارت قبر کے لئے سفر کرنا بھی جائز ہے جب ہسپتالوں اور حکیموں کے پاس سفر کر کے جا سکتے ہیں تو مزارات اولیاء پر بھی سفر کر کے جا سکتے ہیں کہ ان کی قبور روحانی ہسپتال ہیں، نیز اگر کہیں قبر پر لوگ ناجائز حرکتیں کرتے ہوں تو اس سے زیارت قبور نہ چھوڑے، ہو سکے تو ان حرکتوں کو بند کرے کیونکہ فَزُوْرُوْ امر مطلق ہے، دیکھو حضور ﷺ نے ہجرت سے پہلے بتوں کی وجہ سے کعبہ کو نہ چھوڑا بلکہ جب موقع ملا بت نکال دیئے آج بھی لوگ نکاح میں ناجائز حرکتیں کرتے ہیں مگر اس کی وجہ سے نہ نکاح بند کئے جاتے ہیں نہ وہاں کی شرکت، نکاح بھی سنت مطلقہ ہے اور زیارت قبور بھی سنت مطلقہ نکاح و زیارت قبور دونوں کے لئے سفر بھی درست ہے اور ناجائز امور کی وجہ سے ان میں شرکت ممنوع نہیں۔ (مراۃ جلد ۲ ص: ۵۲۲)

شہداء بدر کی زیارت سے روکنے والوں اور اس کو شرک و بدعت کہنے والو لوگوں کو حج سے بھی منع کر دو یہ بھی اللہ کے مقبولوں کی یادگار ہے۔ صفا مروہ پر کون دوڑا تھا منیٰ میں قربانی کس نے کی تھی مزدلفہ اور میدان عرفات میں کون ٹھہرا تھا شیطان کو کنکریاں کس نے ماری تھیں حجر اسود کو کس نے بوسہ دیا تھا؟ مقام ابراہیم میں کون کھڑا ہوا تھا آج بھی حاجی وہاں پر نفل ادا کریں تو اولاد اسماعیل میں ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے اور صفا مروہ کی سعی کریں تو ستر (۷۰) غلام آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے۔ کبھی غور کیا کہ یہ سب مقامات کیا ہیں جن کو اللہ تعالیٰ اپنی نشانیاں قرار دیتا ہے اور ان کی تعظیم کا حکم دیتا ہے۔

؎ انداز بیاں گرچہ شوخ نہیں ہے میرا   شاید کہ اتر جائے تیرے دل میں میری بات   (ڈاکٹر اقبال)

قرآن کی اصطلاح میں تقویٰ کی دو قسمیں ہیں تقویٰ بدن اور تقویٰ دل

تقویٰ بدن کا دارومدار اطاعتِ خدا اور رسول پر ہے۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے ﴿جس نے اللہ جل جلالہ اور رسول ﷺ کی اطاعت کی ان پر نہ خوف ہے نہ وہ غمگین ہونگے﴾ سورۂ اعراف آیت (۳۵)

☆ دلی تقویٰ کا دارومدار اس پر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پیاروں بلکہ جس چیز سے اُن کو نسبت ہو جائے اُس کی تعظیم وادب دل سے کرے تبرکات کا بےادب ولی و پرہیزگار نہیں ہوسکتا رب تعالیٰ فرماتا ہے ﴿جو اللہ کی نشانیوں کی تعظیم کرے تو یہ دل کا تقویٰ ہے﴾ (سورۂ حج آیت (۳۲) پارہ-۱۷ رکوع-۱۱)

جو کوئی اللہ کی حرمتوں کی تعظیم کرے تو اُس کے لیے اُس کے رب کے ہاں بہتری ہے۔ (سورۂ حج آیت (۳۰) پارہ-۱۷ رکوع-۱۱)

☆ یہ بھی قرآن کریم ہی سے پوچھو کہ شعائر اللہ یعنی اللہ کی نشانیاں کیا ہیں جن کی تعظیم کو دلی تقویٰ قرار دیا گیا ہے۔ فرماتا ہے۔ صفا اور مروہ پہاڑیاں اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں تو جو کوئی بیت اللہ کا حج کرے یا عمرہ اس پر گناہ نہیں کہ ان پہاڑوں کا طواف کرے۔ (سورہ بقرہ)

صفا اور مروہ وہ پہاڑ ہیں جن پر حضرت ہاجرہ پانی کی تلاش میں سات بار چڑھیں اور اتریں اس اللہ والی کے قدم پڑ جانے کی برکت سے یہ دونوں پہاڑ شعائر اللہ بن گئے اور تا قیامت حاجیوں پر اس پاک بی بی کی نقل اتارنے میں ان پر چڑھنا اور اترنا سات بار لازم ہو گیا بزرگوں کے قدم لگ جانے سے وہ چیز شعائر اللہ بن جاتی ہے رب تعالیٰ فرماتا ہے۔ ﴿تم لوگ مقام ابراہیم کو جائے نماز بنالو﴾ (سورہ بقرہ)

مقام ابراہیم: مقام ابراہیم وہ پتھر ہے جس پر کھڑے ہو کر جناب خلیل اللہ نے کعبہ کی دیواریں اونچی کیں ہر طواف کے بعد دو نفل پڑھے جاتے ہیں یہ نفل اسی جگہ پڑھنا سنت ہے، اس سے معلوم ہوا کہ جس پتھر پر نبی کے قدم پڑ جائیں وہ پتھر بھی قابل احترام ہوتا ہے، یہ بھی معلوم ہوا کہ عین نماز میں بزرگوں کے تبرکات کی تعظیم کرنا ثواب ہے شرک نہیں، تو جو کہے کہ نماز میں حضور ﷺ کا خیال کرنا شرک ہے وہ دراصل حضور کی اہانت کرتا ہے۔ جب جناب خلیل اللہ کے نشان قدم والے پتھر کو آگے رکھ کر نماز پڑھنا درست ہوا تو حضور انور ﷺ کا درجہ تو بہت اعلیٰ ہے (مراۃ جلد ۴ ص: ۱۱۰)

؎ اذان ازل سے تیرے عشق کا ترانہ بنی　　　نماز فقط تیرے دیدار کا بہانہ بنی (ڈاکٹر اقبال)

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم مقام ابراہیم کو جائے نماز بنالیتے تو یہ آیت نازل ہوئی کہ ﴿ وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهِيْمَ مُصَلًّى ﴾ مقام ابراہیم کو جائے نماز بنالو۔ (سورہ بقرہ بخاری ۴۰۲ مشکوٰۃ ۶۰۵۰ کتاب المناقب باب مناقب عمر)

رب تعالیٰ فرماتا ہے: اور قربانی کے جانور ہم نے تمہارے لیے اللہ کی نشانیوں میں سے کئے تمہارے لیے اُن میں بھلائی ہے۔ (سورۂ حج)

جو جانور قربانی کے لیے یا کعبہ معظمہ کے لیے نامزد ہو جائے وہ شعائر اللہ ہے اس کا احترام چاہئے جیسے قرآن کا جزدان، اور کعبہ کا غلاف اور زمزم کا پانی

مکہ شریف کی زمین کیوں؟اس لیے کہ ان کو رب یا رب کے پیاروں سے نسبت ہے ان سب کی تعظیم ضروری ہے۔

حضور ﷺ کی تبرکات کے زیارت کے لئے کسی دلیل کی ضرورت نہیں سرکار ﷺ سے محبت کا تقاضا ہے کہ آپ ﷺ کے تبرکات کی زیارت کی جائے چاہے آپ ﷺ نے اس کی زیارت کا حکم بھی نہ دیا ہو صحابہ کرام ایسا ہی کیا کرتے تھے ہم بھی انہی کے غلام ہیں۔ بخوف طوالت بخاری شریف سے صرف دو حدیثیں پیش کرتا ہوں۔ مومن کی فراست ہو تو کافی ہے اشارہ

تبرکات کے متعلق حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا عقیدہ: موسیٰ بن عقبہ نے کہا کہ میں نے سالم بن عبداللہ کو دیکھا کہ وہ (حرمین) کے راستے میں کچھ مقامات کو تلاش کر کے وہاں نماز پڑھا کرتے تھے اور یہ بھی بیان کیا کہ ان کے والد بھی ان مقامات پر نماز پڑھا کرتے تھے یہ بھی بیان کرتے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو ان مقامات پر نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔ (بخاری حدیث(483))

اس سے ثابت ہوا کہ انبیاء کرام، صحابہ عظام اولیائے امت وصالحین امت نے جہاں نماز پڑھی ہو، عبادت کی ہو، قیام کیا ہو، وہاں سے برکت حاصل کرنا صحابہ کرام کی سنت اور کم از کم مستحب ضرور ہے۔ یہی تمام سلف وخلف کا مذہب ہے۔ علامہ عینی، علامہ عسقلانی اور علامہ قسطلانی نے یہی لکھا ہے۔(نزہۃ القاری 187/2)

امام قاضی عیاض فرماتے ہیں حضور ﷺ کی تعظیم واجلال شان ہی میں سے یہ بھی ہے کہ حضور ﷺ کے تمام متعلقات کی تعظیم کرے۔ حضور ﷺ کی طرف منسوب ان تمام جگہوں کی اور مشاہد ومعابد کی جو حرمین طیبین کے راستے میں ہیں اکرام کرے۔ بلکہ کہیں بھی ہوں سب کی تعظیم کرے۔ بلکہ ان چیزوں کا بھی جن کو دست مبارک نے مس کیا ہو۔

حضرت ابومحذورہ اپنے سر کے اگلے حصے کے بال نہیں منڈواتے تھے دریافت کیا گیا تو فرمایا: ان کو کس دل سے الگ کراؤں، ان کو حضور ﷺ کے دست مبارک نے مس کیا ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ منبر اقدس کے اس حصے پر ہاتھ رکھ کر چوم لیتے تھے جہاں سرکار بیٹھتے تھے۔

تبرکات کے متعلق حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کا عقیدہ: حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں مدینے آیا اور عبداللہ بن سلام سے ملاقات ہوئی۔ تو فرمایا میرے ساتھ میرے گھر چلو تا کہ میں تمہیں اس پیالہ میں پلاؤں جس میں رسول اللہ ﷺ نے پیا ہے اور تو اس مسجد میں نماز پڑھے جس میں رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھی ہے۔ تو میں ان کے ساتھ گیا تو انہوں نے مجھے ستو پلائے اور کھجوریں کھلائیں اور میں نے ان کی مسجد میں نماز پڑھی۔ (بخاری کتاب الاعتصام حدیث 7342)

۲-۳ حج اور دور سے یا کے صیغہ سے خطاب کرنا اور مسئلہ سماع موتی: صاحب مرقات نے فرمایا: کہ حاجی کا لبیک کہنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پکار اور بلاوے کا جواب ہے۔ چنانچہ حاکم نے مستدرک میں اور حافظ ابن کثیر نے تفسیر ابن کثیر میں امام سیوطی نے تفسیر جلالین میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت براہیم علیہ السلام کو خانہ کعبہ کی تعمیر کے بعد حکم دیا ﴿ وَاَذِّنْ فِی النَّاسِ

بِالْحَجِّ﴾اور لوگوں میں حج کی عام ندا کردے﴾ (سورہ الحج آیت: ۲۷ پارہ نمبر ۱۷ رکوع:۱۱)

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا یَارَبِّ کَیْفَ اُبَلِّغُ النَّاسَ وَصَوْتِیْ لَایَنْفِذُ هُمْ اے میرے رب ان سب لوگوں تک میری آواز کیسے پہنچے گی؟ فَقَالَ نَادِ وَعَلَیْنَا الْبَلَاغَ اللہ نے فرمایا: تم اعلان کردو آواز پہنچانا میرا کام ہے، کہا گیا کہ مقام ابراہیم پر یا حجر اسود یا صفا پر یا جبل ابوقبیس پر کھڑے ہوئے اور کہا اے لوگو! تمہارے رب نے گھر بنایا اور تم پر اس کا حج فرض کیا ہے تو اس کا حج کرو کہا گیا ہے کہ پہاڑ جھک گئے حتیٰ کہ آواز زمین کے کناروں تک پہنچ گئی اور اس نے سن لی جو ماؤں کے رحموں میں تھے یا باپ کی پشتوں میں اور پتھر، مٹی اور درخت غرضیکہ جس چیز نے بھی سنا اس پکار کا جواب دیا اور قیامت تک جس کی قسمت میں لکھا تھا کہ وہ حج کرے گا اس نے جواب دیا:

لَبَّیْکَ اللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ لَاشَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَۃَ لَکَ وَالْمُلْکَ لَاشَرِیْکَ لَکَ (تفسیر ابن کثیر جلد۳ ص۲۲۲)

مفتی احمد یار خاں اس آیت کے تحت لکھتے ہیں: اس سے معلوم ہوا کہ دور سے غائبانہ ندا جائز ہے۔ لہذا ہم کہہ سکتے ہیں یارسول اللہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ساریہ کو پکارا حالانکہ وہ نہاوند میں جہاد کر رہے تھے (تفسیر نور العرفان)

اس سے معلوم ہوا کہ رب چاہے تو مُردوں کو بھی سنوا سکتا ہے کیونکہ جو ماں کے رحم یا باپ کی پشتوں میں تھے وہ مردہ ہی تھے اولیاء کرام انبیاء کرام تو زندہ ہوتے ہیں قرآن میں جو آیا ہے کہ مردے نہیں سنتے تو اس سے مراد دل کے مردہ کافر ہیں کہ وہ حق بات سن کر ایمان نہیں لاتے۔ ورنہ کافر زندہ ہو یا مردہ سب سنتے ہیں حضور ﷺ نے غزوہ بدر کے دن مردہ کافروں سے خطاب فرمایا تھا ﴿اَیَسُرُّکُمْ اَنَّکُمْ اَطَعْتُمُ اللہَ وَرَسُوْلَہٗ﴾ کیا تو تمہیں یہ بات اچھی لگتی ہے کہ تم اللہ ورسول کی اطاعت کرتے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ آپ روح کے بغیر صرف جسموں سے کیسے کلام فرما رہے ہیں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے عمر تم ان سے زیادہ نہیں سنتے۔

(بخاری ۳۹۷۶ مشکوۃ ۳۹۶۷ کتاب الجہاد باب حکم الاسراء)

اس آیت سے بھی اس بات کی تائید ہوئی ہے کہ مردوں کے نہ سننے سے مراد کافر ہیں جو دل کے مردہ ہیں ﴿ہم نے جہنم کے لئے بہت سے جن اور انسان پیدا کئے ان کے دل ہیں لیکن سمجھتے نہیں ان کے کان ہیں لیکن سنتے نہیں ان کے لئے آنکھیں ہیں لیکن وہ ان سے دیکھتے نہیں ان کے لئے کان ہیں جن سے وہ سنتے نہیں وہ چوپایوں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی گمراہ﴾ (سورہ الاعراف ۱۷۹)

اگر یہی معنیٰ ہو کہ مردے نہیں سنتے تو قبرستان والوں کو سلام کہنا بھی جائز نہ ہوگا۔ مردوں کو پکارنے اور ان کے سننے کا ذکر قرآن میں ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام مردہ پرندوں کو پکارا تو وہ زندہ ہو کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہو گئے۔ دیکھو سورہ بقرہ آیت ۲۶۰۔ اگر مردہ پرندوں نے سنا نہیں تھا تو وہ زندہ کیسے ہو گئے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مردوں کو زندہ کیا کرتے تھے قرآن سے ثابت ہے اور اگر مردے سنتے نہیں تھے تو وہ زندہ کیسے ہو جاتے تھے۔

انبیاء کرام علیہ السلام کی تو بڑی شان ہے ان کے صدقہ میں شہداء بھی سنتے ہیں اور سلام کا جواب دیتے ہیں: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ

عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ شہدائے احد کی زیارت کے لئے گئے اُن کے پاس کھڑے ہوئے اور فرمایا: میں گواہی دیتا ہوں کہ تم اللہ کے نزدیک زندہ ہو (اے مسلمانو) ان کی زیارت کیا کرو اور انہیں سلام کرو اس کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے جو بھی انہیں سلام کرے گا یہ لوگ قیامت تک اُس پر سلام بھیجتے رہیں گے۔

(رواہ الطبرانی فی الکبیر والاوسط، مجمع الزوائد ۳/۶۰) (وفاء الوفاء ۳/۹۳۲) (رواہ البیہقی فی الدلائل)

جب غلاموں کی یہ شان ہے تو آقا کا مقام کیا ہوگا

۴- حج اور اختیار نبی ﷺ:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا اور فرمایا: اے لوگو تم پر حج فرض کیا گیا ہے پس حج کیا کرو! ایک شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ کیا ہر سال حج فرض ہے؟ آپ خاموش رہے حتیٰ کہ اُس نے تین بار یہی عرض کیا پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر میں ہاں کہہ دیتا تو حج ہر سال فرض ہو جاتا اور تم اس کی ادائیگی کی طاقت نہ رکھتے۔ جن چیزوں کا بیان میں چھوڑ دیا کروں تم اُن کا سوال مت کیا کرو کیونکہ تم سے پہلے اسی لئے ہلاک ہوئے کہ وہ انبیاء علیہم السلام سے بکثرت سوال کیا کرتے تھے اور انبیاء علیہم السلام سے اختلاف کرتے تھے، لہذا جب میں تم کو کسی چیز کا حکم دوں تو اس پر بقدر استطاعت عمل کیا کرو اور جب میں کسی چیز سے روک دوں تو اُس کو چھوڑ دیا کرو۔ (مسلم حدیث: ۱۳۳۷ کتاب الحج، مشکوۃ: ۲۵۰۵ کتاب المناسک)

سبحان اللہ کیا شان مصطفیٰ ہے یعنی پورا جواب تو کیا معنیٰ اگر ہم صرف ہاں کہہ دیتے تب بھی حج ہر سال فرض ہو جاتا اس سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہوگئی کہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو احکام شرعیہ کا مالک بنایا ہے کہ آپ کی ہاں اور نہ میں تاثیر ہے جس کے بہت قوی دلائل موجود ہیں کیوں نہ ہو کہ آپ کا کلام وحی الہی ہے۔

وہ دہن جس کی ہر بات وحی خدا — چشمہ علم وحکمت پہ لاکھوں سلام

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب — یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا تیرا

اس حدیث سے ان لوگوں کی تردید ہو رہی ہے جو کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کو کوئی اختیار نہیں اگر ایسا ہوتا تو سائل کے سوال پر حضور ﷺ فرماتے ٹھہرو ابھی جبریل کو آنے دو پوچھ کر بتاؤں گا بلکہ آپ ﷺ نے اسی وقت فرمادیا ﴿الحج مرة﴾ پس حج ایک ہی بار فرض ہے تو جس نے اس سے زیادہ کیا وہ نفل ہوگا۔ معلوم ہوا کہ وہ لوگ جھوٹے ہیں اور ان کا عقیدہ باطل اور قرآن وحدیث کے منافی ہے۔ جس کا جو دل چاہے کہتا پھرے، ہم کہیں گے

کونین بنائے گئے سرکار کی خاطر — کونین کی خاطر تمہیں سرکار بنایا

کنجی تمہیں دی اپنے خزانوں کی خدا نے — محبوب کیا مالک ومختار بنایا

بے یار و مددگار جنہیں کوئی نہ پوچھے — ایسوں کا تجھے یار و مددگار بنایا

ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے چاہنے سے قبلہ تبدیل ہو جاتا ہے: ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ ہمارے چاہنے سے ایک سجدہ یا ایک رکعت بھی معاف نہیں ہو سکتی لیکن رسول اللہ ﷺ کے چاہنے سے پنتالیس (۴۵) نمازیں معاف ہو سکتی ہیں ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے چاہنے سے سورج واپس لوٹ آتا ہے چاند کے دو ٹکڑے ہو جاتے ہیں درخت خدمت اقدس میں حاضر ہو جاتے ہیں انگلیوں سے پانی کے چشمے جاری ہو جاتے ہیں۔ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے چاہنے سے ہر سال حج فرض ہو سکتا ہے۔ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ رب تعالیٰ رسول اللہ ﷺ کی رضا چاہتا ہے

(وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَى) (سورۃ الضحیٰ)

ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ انبیاء و اولیاء کو ہر وہ چیز ملتی ہے جو وہ چاہتے ہیں کیونکہ رب نے ان سے وعدہ فرمایا ہے لیکن یہ حضرات وہی چاہتے ہیں جو خدا چاہتا ہے یعنی ان کی مشیت خدا کی مشیت کے تابع ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے (وَالَّذِي جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهِ أُولَئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ لَهُمْ مَا يَشَآءُونَ عِنْدَ رَبِّهِمْ) وہ جو سچ لے کر آئے اور جنہوں نے سچ کی تصدیق کی وہی متقین ہیں ان کے لئے ہے جو وہ چاہیں اپنے رب کے پاس۔ (سورہ الزمر آیت-۳۳-۳۴)

حج میں نماز کو اپنے اوقات مقدم مؤخر کر دینا: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ﴿إِنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا مَوْقُوتًا﴾ بیشک نماز مسلمانوں پر وقت باندھا ہوا فرض ہے۔ (سورہ النساء آیت ۱۰۳) لیکن حضور ﷺ نے میدان عرفات میں عصر کو ظہر کے وقت میں ادا فرمایا اور مزدلفہ میں مغرب کو عشاء کے وقت میں ادا فرمایا۔ (مسلم شریف حدیث ۱۲۱۸، مشکوٰۃ شریف ۲۵۵۵ باب قصہ حجۃ الوداع)

یہ حضور ﷺ کا خصوصی اختیار تھا آج میدان عرفات میں سورج غروب ہو گیا ہے لیکن کوئی حاجی نماز نہیں پڑھ رہا یہاں تک کہ عشاء کا وقت ہو گیا کسی نے پوچھا حاجی صاحب عشاء تک وقت ہو گیا ہے اور آپ نے ابھی تک مغرب ادا نہیں کی، حاجی صاحب کہتے ہیں بھئی آج ہم مغرب کی نماز ادا نہیں کر سکتے جب تک مزدلفہ نہ پہنچ جائیں چاہے رات کے کسی حصہ میں پہنچیں اس کے علاوہ اگر کوئی جان بوجھ کر نماز لیٹ کرے تو گنہگار بھی ہوگا اور نماز بھی قضا ہو جائے گی لیکن اس کے برعکس اگر آج کوئی نماز مغرب مغرب کے وقت میں یا مزدلفہ سے پہلے پڑھتا ہے تو وہ گنہگار ہے اور اس کی نماز ہی نہیں ہوگی کیونکہ اللہ کے محبوب ﷺ نے اس نماز کے وقت کو مؤخر کر دیا جو نبی کریم ﷺ کو اپنے جیسا اور بے اختیار مانتے ہیں وہ ہر نماز اپنے اپنے وقت پر پڑھ کر دکھائیں تو پتہ چلے؟

سفر میں دو نمازوں کو حقیقۃً جمع کرنا جائز نہیں سوائے عرفات اور مزدلفہ کے: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ہمیشہ نماز اپنے وقت پر پڑھتے دیکھا ہے ماسوا مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کے آپ نے ان نمازوں کو جمع کر کے پڑھا اور اس دن نماز فجر اپنے وقت معہود سے پہلے پڑھ لی۔ (مسلم ۱۲۸۹ بخاری ۱۶۸۲ مشکوٰۃ ۲۶۰۸)

یہ حدیث امام ابوحنیفہ کی دلیل ہے کہ حضور ﷺ نے کبھی سفر میں جمع بین الصلاتین نہ کیا یعنی چند نمازیں یک وقت نہ پڑھیں جہاں دو

نمازوں کو جمع کرنے کا ذکر ہے وہاں جمع صوری مراد ہے یعنی ظہر آخر وقت میں اور عصر اول وقت میں پڑھی لیکن مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کو حقیقتاً جمع فرمادیا کہ مغرب عشاء کے وقت میں پڑھی اور دوسری عرفات میں کہ وہاں عصر ظہر کے وقت میں پڑھی چونکہ وہ جمع دن میں تھا اور سب کے سامنے تھا اس لئے اس کا علیحدہ نام نہ لیا اور مزدلفہ میں نمازوں کا اجتماع رات میں تھا جس میں سارے حجاج جمع نہ تھے اس لئے صرف اس کا ذکر صراحتاً علیحدہ بھی کردیا لہٰذا حدیث واضح ہے دو نمازوں سے مراد عرفہ اور مزدلفہ کی نمازیں ہیں۔ اور اس دن نماز فجر اپنے وقت معہود سے پہلے پڑھ لی۔ امام نووی فرماتے ہیں: کہ ان تمام روایات سے امام ابوحنیفہ کی تائید ہوتی ہے کہ صبح کی نماز کو اس دن کے علاوہ مؤخر کرکے پڑھنا مستحب ہے۔ (شرح مسلم)

حیض ونفاس والی عورت کو طواف الوداع کی رخصت دے دی: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص بیت اللہ کا طواف کئے بغیر نہ لوٹے مگر حائضہ سے یہ حکم ہلکا کردیا گیا۔ (بخاری ۱۷۵۵، مسلم ۱۳۲۷، مشکوۃ ۲۶۶۸ باب الخطبۃ یوم النحر) آفاقی (میقات سے باہر رہنے والے) پر طواف الوداع واجب ہے مگر عورتوں کو یہ واجب معاف کردیا گیا کہ اگر وہ طواف زیارہ کرچکی ہیں تو وہ حیض بند ہونے کا انتظار نہ کریں بغیر طواف وداع کے جاسکتی ہیں۔

حج کی فضیلت اور رسول اللہ ﷺ کا علم: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مسجد منیٰ میں حاضر تھا کہ آپ کی خدمت میں ایک انصاری اور ثقفی نے حاضر سلام عرض کیا پھر وہ دونوں بولے یارسول اللہ! ہم آپ سے سوال کرنے آئے ہیں، آپ نے فرمایا﴿ إِنْ شِئْتُمَا أَخْبَرْتُكُمَا بِمَا جِئْتُمَانِي تَسْأَلَانِي عَنْهُ، فَعَلْتُ، وَإِنْ شِئْتُمَا أَنْ أُمْسِكَ وَتَسْأَلَانِي، فَعَلْتُ ﴾ فَقَالَا: ((أَخْبِرْنَا يَارَسُولَ اللهِ))، اگر تم چاہو تو میں خود تمہارا سوال بیان کروں، اور اگر تم چاہو تو میں خاموش رہوں اور تم سوال کرو، انہوں نے یارسول اللہ آپ بیان فرمائیں ثقفی نے انصاری سے کہا کہ تم سوال کرو انصاری نے کہا یارسول اللہ! ہمیں بتایئے! آپ نے فرمایا کہ تم یہ سوال کرنے آئے ہو کہ جب تم اپنے گھر سے بیت اللہ کے لئے روانہ ہو اور بیت اللہ کا طواف کرو تو اُس میں تمہارے لئے کیا اجر ہے؟ اور طواف کے بعد دو رکعت نماز پڑھنے کا کیا اجر ہے؟ اور صفا مروہ کے درمیان سعی کا کیا اجر ہے، اور وقوف عرفہ کا کیا اجر ہے، اور رمی جمار کا کیا اجر ہے، اور نحر (قربانی) کا کیا اجر ہے، اور سر منڈانے کا کیا اجر ہے؟ اور اس کے بعد طواف زیارت کا کیا اجر ہے؟ فَقَالَ: ((وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَعَنْ هَذَا جِئْتُ أَسْأَلُكَ)) ، انصاری نے کہا یارسول اللہ اُس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے، ہم آپ سے یہی سوال کرنے آئے تھے۔ آپ نے فرمایا: جب تم اپنے گھر سے بیت اللہ کے لئے روانہ ہوتے ہو تو تمہاری سواری کے ہر قدم رکھنے اور اُٹھانے کے بدلے میں اللہ تعالیٰ تمہارے لئے ایک نیکی لکھ دیتا ہے اور ایک گناہ مٹاتا ہے اور جب تم طواف کے بعد دو رکعت نماز پڑھتے ہو تو تمہیں اولادِ اسماعیل سے ایک غلام آزاد کرنے کا اجر ملتا ہے، اور جب تم صفا مروہ کے درمیان سعی کرتے ہو تو تمہیں ستر غلام آزاد کرنے کا اجر ملتا ہے ، اور جب تم زوال کے بعد میدانِ عرفات میں وقوف کرتے ہو تو اللہ تعالیٰ آسمانِ دنیا کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور تمہاری وجہ سے فرشتوں پر فخر کرتا ہے اور فرماتا ہے یہ میرے وہ بندے ہیں جو دُور

دراز کے علاقوں سے بکھرے ہوئے غبار آلود بالوں کے ساتھ آئے ہیں یہ میری رحمت اور مغفرت کی امید رکھتے ہیں سو اگر تمہارے گناہ ریت کے ذروں، بارش کے قطروں اور سمندر کے جھاگ کے برابر بھی ہوں تو میں نے انہیں بخش دیا ہے، میرے بندو! عرفات سے مزدلفہ کی طرف جاؤ، تمہاری بھی مغفرت ہوگی اور جن کی تم شفاعت کروگے اس کی بھی مغفرت ہوگی۔

اور جب تم رمی جمار (کنکریاں پھینکتے ہو) کرتے ہو تو ہر کنکری کے بدلہ میں ایک ہلاک کرنے والا کبیرہ گناہ معاف کر دیا جاتا ہے، اور تمہاری قربانی تمہارے رب کے پاس ذخیرہ کی جائے گی اور جب تم سر منڈاتے ہو تو ہر بال کے بدلہ میں ایک گناہ معاف کر دیا جاتا ہے اور ایک نیکی لکھ دی جاتی ہے، اور جب اس کے بعد تم طواف (زیارت) کروگے تو تم اس حال میں طواف کروگے کہ تمہارا کوئی گناہ نہیں ہوگا، پھر ایک فرشتہ تمہارے دو کندھوں کے درمیان ہاتھ رکھ کر کہے گا جاؤ از سر نو عمل کرو تمہارے پچھلے گناہ معاف کر دیئے گئے ہیں۔ (رواہ الطبرانی فی الکبیر، الترغیب الترہیب کتاب الحج حدیث:۱۷۰۹-ص ۲/۱۱۰، مجمع الزوائد جلد ۳ ص:۲۷۶، المطالب العالیہ حافظ ابن حجر ج ۱ ص:۳۱۴، ابن حبان، بزار، خصائص کبریٰ جلد ۲ ص:۱۷۱)

حضرت موسیٰ اور حضرت یونس علیہما السلام کا حج کرنا: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک وادی کے پاس سے گذرے آپ نے فرمایا: یہ کون سی وادی ہے؟ صحابہ نے عرض کیا یہ وادی ازرق ہے آپ نے فرمایا گویا کہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھ رہا ہوں کہ انہوں نے اپنی انگلیاں کانوں میں دی ہوئی ہیں اور بلند آواز سے تلبیہ پڑھتے ہوئے اس وادی سے گذر رہے ہیں، حضرت ابن عباس نے فرمایا پھر ہم نے چلنا شروع کیا یہاں تک کہ ہم ایک وادی میں پہنچے آپ نے فرمایا: یہ کون سی وادی ہے؟ صحابہ نے عرض کیا یہ ہرشے یالفت ہے آپ نے فرمایا گویا کہ میں حضرت یونس علیہ السلام کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ ایک سرخ رنگ کی اونٹنی پر سوار ہیں اُن پر ایک اونی جبہ ہے اور وہ لبیک پڑھتے ہوئے اس وادی سے گذر رہے ہیں۔ (مسلم حدیث:۱۶۶ کتاب الایمان، مشکوۃ ۵۷۱۷ کتاب الفضائل باب بدء الخلق)

ان تمام احادیث سے حیات النبی ﷺ اور حاضر و ناظر کا مسئلہ روز روشن کی طرح واضح ہو گیا ماننے والوں کے لئے یہی حدیثیں کافی ہیں علامہ اقبال کہتے ہیں۔

تقدیر امم کیا ہے کوئی کہہ نہیں سکتا مومن کی فراست ہو تو کافی اشارہ

شارح مسلم علامہ نووی اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں: اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ انبیاء کرام حج اور تلبیہ کس طرح کرتے ہیں حالانکہ وہ وفات پا چکے ہیں اس کا جواب یہ ہے أنهم كالشهداء بل هم أفضل منهم و الشهدا أحياء عند ربهم فلا يبعد أن يحجوا و يصلوا كما ورد في الحديث الآخر. کہ انبیاء علیہم السلام بمنزلہ شہداء ہیں بلکہ ان سے افضل ہیں اور شہداء اپنے رب کے نزدیک زندہ ہیں اس لئے ان کا حج کرنا اور نماز پڑھنا بعید نہیں جیسا کہ دوسری حدیث میں بیان کیا گیا ہے۔ (شرح مسلم) (جاری ہے)

احکام ومسائل قربانی

محدث ابدالوی مولانا عبدالکریم (خانقاہ ڈوگراں)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

"الحمدللہ والصلوۃ والسلام علی نبیہ وصفیہ والہ وصحبہ اجمعین برحمتک یا ارحم الرحمین"

ہرامت میں قربانی کسی نہ کسی شکل میں جاری رہی ہے۔

اس امت میں قربانی مخصوص جانور ایام مخصوصہ میں ذبح کرنے سے ادا ہوتی ہے۔اس خاص انداز سے قربانی جو اس امت میں جاری ہے، اس کو سنت ابراہیم بھی کہا جاتا ہے۔

سنت ابراہیم: حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اصحاب رسول اللہ ﷺ نے آپ سے سوال کیا کہ یارسول اللہ ﷺ، ان قربانیوں کی کیا نوعیت ہے، آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہ تمہارے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے۔انہوں نے عرض کیا کہ ان میں ہمارے لیے کے منفعت (اجر) ہے۔آپ نے ارشاد فرمایا کہ تمہارے لیے ان قربانیوں کے بدن کے ہر بال کے بدلے ایک نیکی ہے۔انہوں نے عرض کیا کہ یارسول ﷺ اون والے جانوروں کا کیا اجر ہے۔آپ نے فرمایا اون کی ہر تار کے بدلے نیکی ہے۔

ہر سال قربانی:۔اس کو احمد اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔ترمذی میں ہے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا کہ حضور پرنور ﷺ نے مدینہ منورہ میں دس سال قیام فرمایا اور ہر سال آپ نے قربانی کی۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۱۲۹)

ذبح سے پہلے آپ کی دعا:۔حضرت ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے سینگوں والے مینڈھے کا حکم فرمایا، جس کے پاؤں، پیٹ اور آنکھیں سیاہ تھیں، اسے لایا گیا تا کہ قربانی کی جائے۔ام المومنین کو فرمایا اے عائشہ چھری لاؤ پھر فرمایا اسے پتھر پر تیز کرو، آپ فرماتی ہیں میں نے اسے تیز کیا، پھر آپ نے مینڈھے کو پکڑ کر لٹایا اور چھری لے کر ذبح کیا۔اور یہ پڑھا بسم اللہ اے اللہ یہ مینڈھا محمد ﷺ اور آل محمد ﷺ اور امت محمد ﷺ کی طرف سے قبول فرما، پھر اسے قربانی کیا۔مسلم نے اسے روایت کیا، (مشکوٰۃ ص ۱۲۷)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ قربانی کے روز سینگوں والے دو مینڈھے خصی ذبح فرماتے، اور جب انہیں آپ نے قبلہ رو کیا تو پڑھا: انی وجھت وجھی للذی فطر السموات والارض علی ملة ابراہیم حنیفاو ما انا من المشرکین۔ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العلمین لا شریک لہ وبذلک امرت وانا من المسلمین۔

ترجمہ: اے اللہ یہ تیری توفیق سے ہے اور تیری رضا کے لیے محمد ﷺ اور امت محمد ﷺ کی طرف سے۔بسم اللہ واللہ اکبر۔پڑھا اور پھر ذبح فرمایا۔(اس کو احمد ابوداؤد، ابن ماجہ دارمی نے روایت کیا۔ مشکوٰۃ شریف ص ۱۲۸)

قربانی کا اجر اور اس کی فضیلت:۔حضرت ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، آپ نے فرمایا کہ رسول اکرم علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا، کہ قربانی کے دن قربانی ذبح کرنے سے بہتر کسی انسان نے کوئی عمل نہیں کیا۔سب اعمال سے اس روز اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب قربانی ذبح کرنا ہے، اور قربانی کرنے والا قیامت کے روز قربانی کے جانور کی کھریاں، سینگ، بال سب اپنے ہمراہ لائے گا، اور قربانی کے جانور کا خون زمین پر گرنے سے پہلے بارگاہ خداوندی میں قبولیت کے خاص مرتبہ ومقام پر پہنچ جاتا ہے تو تم اس قربانی کو دل کی پاکیزگی اور شوق سے کرو۔اس کو ترمذی وابن ماجہ نے روایت کیا۔مشکوٰۃ شریف ص ۱۲۸)

احکام قربانی:۔ہر مسلم آزاد مرد اور عورت پر جو کہ مقیم اور صاحب نصاب ہو قربانی واجب ہے، مسافر اور فقیر پر واجب نہیں۔ہاں اگر یہ قربانی کریں تو جائز ہے اور باعث ثواب ہے۔اپنی نابالغ اولاد کی طرف سے بھی قربانی کرے تو اچھا ہے۔

قربانی کرنے کا وقت:۔ قربانی کا وقت شہری کے لیے نمازِ عید کے بعد سے ۱۲ ذوالحجہ کے غروب آفتاب ہے۔ مگر افضل پہلا دن ہے، پھر دوسرا، پھر تیسرا دن ہے۔ اسی طرح درمیان کی دوراتوں میں قربانی ہوسکتی ہے، مگر مکروہ ہے۔

تکبیراتِ تشریق:۔ ۹ ذوالحجہ کی فجر سے ۱۳ ذوالحجہ کی عصر تک ہر فرض نماز کی جماعت کے بعد ہر مرد پر یہ تکبیر پڑھنا، الله اکبر ،الله اکبر ،لا اله الا الله والله اکبر ،الله اکبر ،ولله الحمد،

ایک بار کہنا واجب ہے اور تین بار افضل ہے۔ اور یہ تکبیر تشریق سلام کے فوراً بعد پڑھنی ہے۔ تنہا نماز پڑھنے والے پر یہ تکبیر پڑھنا ضروری نہیں، اگر کہہ لے تو اچھا ہے۔ مسافر یا دیہاتی عورت پر یہ تکبیر پڑھنا واجب نہیں۔ مگر جب شہر میں مقیم امام کے پیچھے نماز پڑھیں تو تکبیر واجب ہے مگر عورت آہستہ کہے۔

قربانی کے جانور:۔ اونٹ، گائے، بھینس، بھیڑ بکری، دنبہ نر ہو یا مادہ، قربانی کے یہی جانور ہیں، ان کے سوا اور کسی کی قربانی جائز نہیں۔

خصی جانور کی قربانی افضل ہے، اونٹ، گائے بھینس میں سات آدمی شریک ہوسکتے ہیں۔

قربانی کے جانوروں کی عمر: اونٹ پانچ سال کا ہو، گائے اور بھینس دو سال کی، بھیڑ اور بکری ایک سال کی، اس سے کم عمر یہ جانور جائز نہیں، زیادہ عمر کے ہوں تو جائز بلکہ افضل ہے۔ ہاں دنبہ یا بھیڑ کا چھ ماہ کا بچہ اتنا بڑا ہو کہ دور سے دیکھنے میں سال بھر کا معلوم ہوتا ہو، اس کی قربانی جائز ہے، اگر سال کا ہو تو افضل ہے۔

مستحب یہ ہے کہ قربانی کا جانور خوبصورت موٹا تازہ اور بڑا ہو، جانور اندھا ہو یا کانا، جس کا کانا پن ظاہر ہو، یا اتنا لاغر ہو کہ جس کی ہڈیوں میں مغز نہ ہو، یا ایسا لنگڑا ہو کہ جو قربان گاہ تک اپنے پاؤں سے نہ جاسکے، یا ایسا بیمار ہو کہ جس کی بیماری ظاہر ہو جس کے کان، دم یا چکی تہائی سے زیادہ کٹے ہوں، یا جس کے دونوں کان یا ایک کان نہ ہو، یا جس بکری کا ایک تھن خشک ہو، یا جس گائے کے دو تھن خشک ہوں تو ان سب کی قربانی ناجائز ہے ،جس جانور کے پیدائشی سینگ نہ ہوں، اس کی قربانی جائز ہے۔ بہتر یہ ہے کہ قربانی کے گوشت کے تین حصے کریں، ایک حصہ فقراء کے لیے، ایک دوست واحباب کے لیے اور ایک حصہ اپنے گھر والوں کے لیے۔

کسی کی طرف سے قربانی:۔ اگر گھر کا سرپرست غنی اپنی قربانی کسی کی طرف سے کردے تو اس کا واجب سر سے اتر جائے گا۔ اور جس کی طرف سے کرے اس کو بھی قربانی کا ثواب پہنچ جائے گا۔ خواہ وہ میت ہو یا زندہ۔ اگر مرنے والا وصیت کر گیا ہے تو پھر اس کی طرف سے علیحدہ کرے، کیونکہ ایک اس پر اپنی واجب ہے اور دوسری اس کی وصیت سے اس پر واجب ہے۔ اور دو واجب ایک جانور سے نہیں اترتے۔ اگر وصیت نہیں کی تو ایک کافی ہے۔

قربانی کے چمڑے کا مصرف:۔ قربانی کی کھال ہر نیک کام میں صرف کرسکتے ہیں مگر اہل حاجت مثلاً فقیر، بیوہ، یتیم، مدارس، اہل سنت کے طلباء پر صدقہ کردیں تو افضل ہے۔ کھال یا اس کی قیمت قصاب کی اجرت میں دینا ناجائز ہے۔ ایسا کرنے والے کی قربانی قبول نہیں ہوگی، قربانی کے گوشت کو اجرت میں دینا منع ہے۔

مستحبات:۔ بقر عید کے دن نماز سے پہلے کچھ نہ کھانا، غسل کرنا، مسواک کرنا، خوشبو لگانا، اچھے کپڑے پہننا، نئے ہوں تو نئے، ورنہ دھلے ہوئے ہوں، عیدگاہ میں نماز پڑھنا، جب کہ امام سنی ہو۔ صحیح العقیدہ صالح اور متقی ہو۔ اگر امام سنی عقیدہ کا نہ ہو یا فاسق معلن ہو تو دوسری جگہ صحیح العقیدہ صالح متقی کے پیچھے نماز پڑھے، نماز عید کے لیے پیدل جانا اور بلند آواز سے تکبیر پڑھتے جانا، دوسرے راستہ سے واپس آنا، خوشی ظاہر کرنا اور آپس میں مبارک باد دینا، جس کا ارادہ قربانی کا ہو اس کے لیے ذوالحجہ کے چاند کی پہلی رات سے قربانی کرنے تک حجامت نہ بنوانا اور ناخن نہ تراشنا بھی مستحب ہے۔

نوافل:۔ شب ترویہ یعنی ذوالحجہ کی آٹھویں رات کو ۱۲ رکعت نفل پڑھے ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد آیت الکرسی ایک بار، سورہ اخلاص ۱۵ بار۔ شب عرفہ یعنی ذوالحجہ کی نویں سو رکعت نفل پڑھے۔ ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد آیت الکرسی سو بار دوسری میں سورہ اخلاص سو بار، روز عرفہ یعنی نویں ذوالحجہ کے دن ظہر اور عصر کے درمیان چار رکعت نفل پڑھے، ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد سورۂ اخلاص ۱۵ بار پڑھے۔ نماز عید ادا کرنے کے بعد گھر میں دو رکعت نفل ادا کرے۔ ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ کوثر ۳ بار پڑھے۔ اس کے علاوہ آٹھویں اور نویں کے روزہ کا ثواب بھی احادیث میں بھی بہت آیا ہے۔

مسائل دینیہ

﴿محقق دوراں جناب مفتی علامہ محمد نصر اللہ مدنی آسوی﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اجتماعی قربانی کا حکم:

س کیا قربانی کے جانور میں شرکت کر سکتے ہیں۔ (احمد رضا قادری مدینہ منورہ)

ج اس سے بچنا چاہئے قربانی کے ضائع ہونے کا خدشہ رہتا ہے بے دینوں کے ساتھ تو شامل ہی نہیں ہونا لیکن جو سنی حضرات اجتماعی قربانیاں کرتے ہیں وہ بھی تحقیق نہیں کر سکتے اس کام میں بڑا خطرہ ہے لہذا اس کو بند کر دینا چاہئے ہاں اگر اپنے رشتہ دار جن کے عقیدہ کا سب کو علم ہوتا ہے وہ ایک جانور خرید کر اس میں شرکت کر لیں تو یہ ٹھیک ہے۔

مسئلہ: سات شخصوں نے قربانی کے لیے گائے خریدی تھی ان میں ایک کا انتقال ہو گیا اس کے ورثہ نے شرکا سے یہ کہہ دیا کہ تم اس گائے کو اپنی طرف سے اور اس کی طرف سے قربانی کرو انھوں نے کر لی تو سب کی قربانیاں جائز ہیں اور اگر بغیر اجازت ورثہ ان شرکا نے کی تو کسی کی نہ ہوئی۔ (ہدایہ)

گائے کے شرکا میں سے ایک کافر ہے یا ان میں ایک شخص کا مقصود قربانی نہیں ہے بلکہ گوشت حاصل کرنا ہے تو کسی کی قربانی نہ ہوئی بلکہ اگر شرکا میں سے کوئی غلام یا مدبر ہے جب بھی قربانی نہیں ہو سکتی کیونکہ یہ لوگ اگر قربانی کی نیت بھی کریں تو نیت صحیح نہیں۔ (2) (درمختار، ردالمحتار) اسی طرح اگر کوئی بدعقیدہ قربانی میں شریک ہو گیا تو سب کی قربانی نہ ہو گی اجتماعی قربانی میں بڑا خطرہ ہے اور اب تو بے دین لوگ بھی اجتماعی قربانی کر رہے ہیں اور سنی بے خبری میں ان میں شامل ہو رہے ہیں لہذا سب سنیوں کو خبردار کرنا بہت ضروری ہے

مسئلہ: شرکا میں سے ایک کی نیت اس سال کی قربانی ہے اور باقیوں کی نیت سال گزشتہ کی قربانی ہے تو جس کی اس سال کی نیت ہے اس کی قربانی صحیح ہے اور باقیوں کی نیت باطل کیونکہ سال گزشتہ کی قربانی اس سال نہیں ہو سکتی ان لوگوں کی یہ قربانی تطوع یعنی نفل ہوئی اور ان لوگوں پر لازم ہے کہ گوشت کو صدقہ کر دیں بلکہ ان کا ساتھی جس کی قربانی صحیح ہوئی ہے وہ بھی گوشت صدقہ کر دے۔ (3) (ردالمحتار)

مسئلہ: قربانی کے سب شرکا کی نیت تقرُّب ہو اس کا یہ مطلب ہے کہ کسی کا ارادہ گوشت نہ ہو اور یہ ضروری نہیں کہ وہ تقرب ایک ہی قسم کا ہو مثلاً سب قربانی ہی کرنا چاہتے ہیں بلکہ اگر مختلف قسم کے تقرب ہوں وہ تقرب سب پر واجب ہو یا کسی پر واجب ہو اور کسی پر واجب نہ ہو ہر صورت میں قربانی جائز ہے مثلاً دَمِ اِحصار اور احرام میں شکار کرنے کی جزا اور سر منڈانے کی وجہ سے دَم واجب ہوا ہو اور تمتع و قران کا دَم کہ ان سب کے ساتھ قربانی کی شرکت ہو سکتی ہے۔ اسی طرح قربانی اور عقیقہ کی بھی شرکت ہو سکتی ہے کہ عقیقہ بھی تقرب کی ایک صورت ہے۔ (ردالمحتار)

قبر کا طواف

سوال بھائی جان ہمارے گاؤں کے ساتھ دوسرے گاؤں میں میلہ ہوتا ہے وہاں کے پیر مزار کا طواف کرتے ہیں ان کے بارے میں کیا حکم ہے۔ پلیز لازمی بتانا ان کے بارے میں کیا حکم ہے۔ عمار عطاری

ج امام اہل سنت امام احمد رضا رحمہ اللہ فرماتے ہیں: بلاشبہ غیر کعبہ معظمہ کا طواف تعظیمی ناجائز ہے اور غیر خدا کو سجدہ ہماری شریعت میں حرام ہے اور بوسہ قبر میں علماء کو اختلاف ہے اور احوط منع ہے خصوصاً مزارات اولیاء کرام کہ ہمارے علماء نے تصریح کی ہے کہ کم از کم چار ہاتھ کے فاصلہ پر کھڑا ہو یہی ادب ہے پھر تقبیل کیونکر متصور ہے یہ وہ ہے جس کا فتویٰ عوام کو دیا جاتا ہے اور تحقیق کا مقام دوسرا ہے۔ (احکام

شریعت حصہ سوم ص ۲۳۹)
شریعت کی خلاف ورزی کرنے والے پیر نہیں ہو سکتے ایسے گمراہ لوگوں کو روکا جائے جو اہل سنت کی بدنامی کا باعث ہیں۔
کچھ لوگ سمجھتے ہیں کہ سجدہ بغیر نیت اور کعبہ کی طرف منہ کئے بغیر نہیں ہوتا یہ بھی خیال غلط ہے۔ سجدے میں جس کی تعظیم یا عبادت کی نیت ہوگی اسی کو سجدہ مانا جائے گا اگرچہ منہ کسی طرف بھی ہو یوں ہی بقدر رکوع جھکنا بھی منع ہے۔

کیا ستر کھلنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے؟

س ایک عورت کہہ رہی تھی کہ اگر سر سے دوپٹہ اتر جائے تو وضو دوبارہ کرنا چاہئے۔ راشدہ ناظم مرچاں پور سیالکوٹ

ج عوام میں جو مشہور ہے کہ گھٹنا یا ستر کھلنے یا اپنا یا پرایا ستر دیکھنے سے وضو جاتا رہتا ہے یہ محض بے اصل بات ہے۔ ہاں! وضو کے آداب میں سے ہے کہ مرد کے لئے ناف سے زانوں کے نیچے تک سب ستر چھپا ہوا ہو کہ بغیر ضرورت ستر کھلا رہنا منع ہے اور دوسروں کے سامنے ستر کھولنا حرام ہے۔ (بہار شریعت حصہ ۲ ص ۲۸)

عورت کا ستر سوائے ہاتھ منہ اور پاؤں کے پورا جسم ہے اس کو بلا ضرورت ننگا رکھنا منع ہے لیکن اگر ستر کا حصہ کھل جائے مثلاً سر ننگا ہو جائے تو وضو نہیں ٹوٹتا اس عورت نے فقہ پڑھی ہوتی تو اسے علم ہوتا کہ نواقض وضو کیا ہیں اسی طرح بعض جگہ جاہلوں میں یہ مشہور ہے کہ باوضو عورت اگر بچے کو دودھ پلائے تو اس کا وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ یہ محض غلط ہے بچے کو دودھ پلانے سے ہرگز وضو نہیں ٹوٹتا۔ عورت بچے کو دودھ پلانے کے بعد نماز پڑھ سکتی ہے دوبارہ وضو کرنے کی ضرورت نہیں۔ میں وضو توڑنے والی چیزیں لکھ رہا ہوں تا کہ آپ کا شک نکل جائے۔

ہر وہ شئے جو پیشاب یا پاخانہ کی راہ سے نکلے وہ وضو توڑنے والی ہے، خون، گندا لہو اور پیپ جب جسم سے نکلیں اور ایسی جگہ کی طرف بہہ جائیں جسے پاک کرنے کا حکم لاحق ہوتا ہے، اور قے جب منہ بھر کر ہو اور پہلو کے بل سونے کی حالت میں سونا یا تکیہ لگانے کی حالت میں سونا، یا ایسی چیز کا سہارا لگا کر سونا کہ اگر اسے ہٹا لیا جائے تو سونے والا گر پڑے اور عقل پر مدہوشی کا غلبہ ہونا، دیوانگی کی حالت میں ہونا، اور کسی بھی رکوع سجود والی نماز میں بالغ آدمی کا قہقہہ لگا کر یعنی کھل کر اور بہت اونچی آواز میں ہنسنا۔ (قدوری شریف) دیکھ لو اب اس میں ستر کھل جانے کا ذکر نہیں ہے۔ اس سے پتہ چلا کہ اگر دوپٹہ سر سے اتر جائے تو وضو نہیں ٹوٹتا بعض لوگ نہانے کے بعد وضو کرتے ہیں یہ بھی فضول چیز ہے جب سنت کے مطابق نہا لیا تو دوبارہ وضو کرنے کی ضرورت نہیں۔
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ غسل کے بعد وضو نہیں کرتے تھے۔ (ترمذی 107 مشکوۃ کتاب الطہارہ باب الغسل 445)

دودھ پیتے بچے کا پیشاب: بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ دودھ پیتے بچے کا پیشاب پاک ہوتا ہے حالاں کہ ایسا نہیں ہے۔ انسان کا پیشاب مطلقاً ناپاک ہے، خواہ وہ دودھ پیتے بچے کا ہو یا بڑوں کا۔ (فتاوی رضویہ ج ۲ ص ۱۴۶)
بعض لوگ کہتے ہیں کہ چارپائی کے سامنے نماز پڑھنا جائز نہیں یہ بھی ان کا من گھڑت اور خود ساختہ مسئلہ ہے، جس کا شریعت سے کوئی تعلق نہیں

Artifisial زیورات: السلام علیکم بھائی جان! آج کل مہنگائی کی وجہ سے اکثر لوگ سونا، چاندی کے زیورات نہیں خرید سکتے لہٰذا وہ Artifisial زیورات خریدتے ہیں مفلس و بیروزگار کرنے والی مہنگائی کے مدنظر وقت حاضر کی ضرورت کے مطابق Artifisial زیورات بیچنے اور خریدنے والے کے متعلق کیا حکم ہے؟ محمد عمار بیگ قادری عطاری 0319697394 اور یہی سوال نایاب طالبہ مدرسہ نور الایمان سلیم پور ملکے نے کیا۔

ج موجودہ دور میں ان حالات کے پیشِ نظر Artifisial زیورات پہننے میں کوئی حرج نہیں ویسے بھی سونا پہننے میں عورت کو اپنی جان کا خطرہ ہے لوگ سونے کی خاطر قتل کرنے سے باز نہیں آتے صدر الشریعہ مولانا محمد امجد علی اعظمی لکھتے ہیں: لوہے کی انگوٹھی پر چاندی کا خول چڑھا دیا کہ لوہا بالکل نہ دکھائی دیتا ہو اس انگوٹھی کے پہننے کی ممانعت نہیں (عالمگیری) اس سے معلوم ہوا کہ سونے کے زیوروں میں جو بہت لوگ اندر تانبے یا لوہے کی سلاخ رکھتے ہیں اور اوپر سے سونے کا پتر چڑھا دیتے ہیں، اس کا پہننا جائز ہے۔ (بہار شریعت حصہ ۱۶ ص ۴۲۷)

اس سلسلہ میں مصنف کتب کثیرہ شیخ الحدیث مفتی غلام رسول قاسمی آف سرگودھا سے بھی رابطہ کیا تو انہوں نے فرمایا: عورتیں Artifisial زیورات پہن سکتی ہیں اگر کسی کو اس مسئلہ میں شبہ ہو تو آپ سے رابطہ کر سکتا ہے بلکہ الحقیقہ کے قارئین دیگر سوال بھی بذریعہ فون آپ سے پوچھ سکتے ہیں 03013062490). عورت نے زیور پہننا ہے اب سونا نہ ملے گا تو کیا کرے گی: اللہ نے اسے اجازت دی ہے اللہ فرماتا ہے: کیا وہ جو زیورات میں پلتی ہو...... (الزخرف: ۱۸) مفتی احمد یار خاں صاحب اس آیت کے تحت لکھتے ہیں: معلوم ہوا مردوں اور لڑکوں کو زیور پہننا منع ہے کیونکہ زیور عورتوں کے لئے ہے، مردوں کا زیور علم و ہنر، تقوی و طہارت ہے۔ (تفسیر نور العرفان)

اسلام نے ایسا کوئی حکم نہیں دیا جس سے امت حرج اور دشواری میں مبتلا ہو جائے۔ اللہ فرماتا ہے يُرِيدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ...... اللہ تمہارے ساتھ آسانی کا ارادہ فرماتا ہے اور تمہیں مشکل میں ڈالنے کا ارادہ نہیں فرماتا۔ (سورہ البقرہ: ۱۸۵) اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: يَسِّرُوْا وَلَا تُعَسِّرُوْا آسانی کرو اور تنگی نہ کرو۔ (مسلم 1732 مشکوۃ 3722 کتاب الامارہ) لیکن بعض مفتی فتوی دیتے وقت ڈھونڈ ڈھونڈ کر لوگوں کو مشکل اور ناقابل عمل احکام بیان کرتے ہیں جن پر عمل کرنا مشکل ہو جائے مثلاً اگر کسی عورت کا خاوند گم ہو جائے تو کہتے ہیں وہ نوے (۹۰) سال تک انتظار کرے، پھر عقد ثانی کرے، کیا وہ ۹۰ سال تک شادی کے قابل رہ جائے گی، جس عورت کو اس کا خاوند خرچ نہ دے نہ آباد کرے نہ طلاق دے تو کہتے ہیں کہ خاوند کی طلاق کے بغیر اس کی نجات نہیں ہو سکتی، عدالت نے جس کا نکاح فسخ کر دیا ہو اس کو نکاح کی اجازت نہیں دیتے، انگریزی دواؤں اور انتقال خون کو حرام کہتے ہیں، ریڈیو اور ٹی وی پر رویت ہلال کے اعلان کو ناجائز کہتے ہیں، پرفیوم کے استعمال کو ناجائز کہتے ہیں، چلتی ٹرین اور ہوائی جہاز میں نماز کو ناجائز کہتے ہیں، تعلیم نسواں کو حرام کہتے ہیں اور انگریزی پڑھنے کو حرام کہتے ہیں حالانکہ نبی کریم ﷺ نے زید بن ثابت کو یہودیوں کی زبان سیکھنے کا حکم دیا تھا (مشکوۃ کتاب الآداب باب السلام 4659)، نماز میں سجدہ کے دوران اگلے پیروں کی تین انگلیاں اٹھ جائیں، کہتے ہیں کہ نماز فاسد ہو گئی، بعض علماء سجدہ میں انگلیوں کے پیٹ لگانے کو فرض کہتے ہیں تحقیق یہ ہے کہ جب سجدہ میں نمازی کے دونوں ہاتھ اور دونوں گھٹنے زمین پر ہوں اور اس کے دونوں یا ایک پیر زمین سے اٹھ جائے یا اس کی کسی بھی انگلی کا پیٹ زمین پر نہ لگے تو اس کی نماز فاسد نہیں ہوتی البتہ یہ عمل سنت کے خلاف ہے اور صرف مکروہ تنزیہی ہے، گھڑی کے لوہے کے چین کو ناجائز کہتے ہیں، جس مسئلہ میں فقہاء کے متعدد اقوال ہوں تو اس قول پر فتوی دیتے ہیں جس پر عمل کرنا سب سے مشکل اور سخت ہو، حالانکہ اللہ تعالی اور رسول اللہ ﷺ نے آسان اور سہل احکام بیان کرنے کا حکم دیا ہے اور یہ لوگ اس کے برعکس کرتے ہیں۔

مرد کو زیور پہننا مطلقاً حرام ہے، صرف چاندی کی ایک انگوٹھی جائز ہے، جو وزن میں ایک مثقال یعنی ساڑھے چار ماشہ سے کم ہو اور سونے کی انگوٹھی بھی حرام ہے جو مرد زیور پہنتے ہیں یا عورتوں کی طرح بال رکھتے ہیں وہ عورتوں کی مشابہت کرتے ہیں ایسے لوگوں پر اللہ تعالی نے لعنت فرمائی ہے (مشکوۃ ۴۴۲۹)

نماز میں زبان سے نیت کرنا...... ہر نیا کام بدعت سیئہ نہیں ہے

س کیا نماز میں زبان سے نیت کرنا ضروری ہے اور کیا صحابہ کرام نے ایسے اچھے کام کئے ہیں جن کا حکم ان کو نبی کریم ﷺ نے نہیں دیا تھا؟

ج نماز میں نیت شرط ہے نیت کے بغیر نماز نہیں۔

نیت دل کے پکے ارادے کا نام ہے زبان سے نیت کرنا ضروری نہیں البتہ دل میں نیت حاضر ہوتے ہوئے زبان سے کہہ لینا بہتر ہے (فتاویٰ عالمگیری) نیت میں زبان سے کہنے کا اعتبار نہیں اگر دل میں ظہر کی نیت ہو اور زبان سے عصر نکلا تب بھی ظہر کی نماز ہوگئی۔ (درمختار) نیت کا ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ اگر اس وقت کوئی پوچھے کہ کون سی نماز پڑھتے ہو؟ تو فوراً بتادے۔ اگر حالت ایسی ہے کہ سوچ کر بتائے گا تو نماز نہ ہوئی۔ (فتاویٰ عالمگیری) زبان سے کہہ لینا مستحب ہے اور اس میں کچھ عربی کی تخصیص نہیں فارسی اردو وغیرہ میں بھی ہوسکتی ہے اور تلفظ میں ماضی کا صیغہ ہو مثلاً نَوَیْتُ نیت کی میں نے۔ (درمختار) بہار شریعت ج ا حصہ سوم ص ۴۹۲)

یہ نیت کہ منہ میرا قبلہ شریف کی طرف ہے شرط نہیں۔ (درمختار) اقتدا میں مقتدی کا اس طرح نیت کرنا بھی جائز ہے کہ جو نماز امام کی ہے وہی میری ہے (فتاویٰ عالمگیری) نماز جنازہ کی نیت یہ ہے نماز اللہ کے لئے اور دعا اس میت کے لئے (درمختار) کسی مستحب کام کے لیے قطعی الثبوت اور قطعی الدلالت نص کا پایا جانا ضروری نہیں قطعیت کے ساتھ ثابت ہونے والا حکم تو فرض ہوتا ہے۔ مستحب کام کے لیے قرآن کا سرسری حکم اور اشارہ کافی ہوتا ہے یا پھر مستحب کام کے لیے حدیث ضعیف بھی کافی ہوتی ہے اور قرآن وسنت میں کوئی ثبوت نہ مل رہا ہو تو اس کے لئے محض علماء ومشائخ کا اس کو اچھا سمجھنا کافی ہوتا ہے ۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

ما راٰہ المؤمنون حسناً فھو عند اللہ حسنٌ جس کام کو مومن اچھا سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہے۔ (موطا امام محمد ص ۱۴۴)

مفتی احمد یار خاں نعیمی لکھتے ہیں: نماز میں زبان سے نیت کے الفاظ کہنا بدعت حسنہ ہے کیونکہ حضور ﷺ نے کل ۳۰ ہزار نمازیں پڑھی ہیں مگر کبھی زبان سے نیت نہ کی۔ (مشکوۃ کی پہلی حدیث)

بدعت حسنہ پر بھی ثواب ملتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **وَرَهْبَانِيَّةَ نِ ابْتَدَعُوْهَا**...... اور راہب بننا تو یہ بات انہوں نے دین میں اپنی طرف سے نکالی ہم نے ان پر مقرر نہ کی تھی ہاں انہوں نے یہ بدعت اللہ کی رضا چاہنے کو پیدا کی پھر اسے نہ نبھایا جیسے اس کے نباہنے کا حق تھا۔ (سورہ الحدید آیت: ۲۷)

مفتی احمد یار خاں نعیمی لکھتے ہیں: اس سے معلوم ہوا کہ دین میں اچھے طریقے ایجاد کرنا جسے بدعت حسنہ کہتے ہیں بہت باعث ثواب ہے جیسے قرآن کریم کے تیس پارے، رکوع بنانا، علم حدیث وفقہ مرتب کرنا، محفل میلاد شریف اور فاتحہ بزرگان دین وغیرہ ہاں بدعت حسنہ ایجاد کر کے اسے نہ نبھانا برا ہے کہ اس پر عتاب فرمایا خیال رہے کہ ترک دنیا ہمارے دین میں منع ہے۔ (نور العرفان)

اپنے دل کی خوشی سے کوئی کام کرنا **تطوع** کہلاتا ہے اسے فقہی اصطلاح میں مستحب کہتے ہیں قرآن پاک میں ہے: جو کوئی اپنی خوشی سے نیکی کرے تو اللہ قدر دان ہے سب کچھ جاننے والا ہے۔ (سورہ بقرہ: ۱۵۸)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ مومن اپنی خوشی سے کوئی بھی اچھا کام اختیار کر سکتا ہے خواہ وہ کام نیا ہی کیوں نہ ہو اس پر احادیث صحیحہ بھی گواہ ہیں۔ صحابہ کرام نے ایسے بہت سے کام کئے نبی کریم ﷺ اس پر ناراض نہیں ہوئے بلکہ خوشی کا اظہار کیا۔

وہ نئے کام جو صحابہ کرام نے از خود کیے:

(ا) حضرت بلال رضی اللہ عنہ تحیۃ الوضو کی نماز پڑھتے تو نبی کریم ﷺ نے ان سے پوچھا اے بلال مجھے اپنے امید افزا کام کی خبر دو جو تم نے اسلام میں کیا کیونکہ میں نے تمہارے نعلین کی آہٹ جنت میں اپنے آگے سنی حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول ﷺ اللہ دن رات کی جس گھڑی وضو کرتا ہوں تو اس کے ساتھ نماز پڑھتا ہوں جو میرے مقدر میں تھی۔ (بخاری 1149 مسلم 2458 مشکوۃ 1322 کتاب الصلاۃ باب التطوع) ترمذی میں ہے کہ فرمایا: انہی کی وجہ سے تمہیں یہ مقام ملا ہے۔ (ترمذی 3689 مشکوۃ 1326 کتاب الصلاۃ باب التطوع)

دیکھو حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو نبی کریم ﷺ نے یہ نفل پڑھنے کا حکم نہیں دیا تھا اگر دیا ہوتا تو پوچھنے کی ضرورت نہ تھی لیکن آپ ناراض نہیں ہوئے بلکہ

خوش ہوئے کہ تم نے جو کیا ٹھیک کیا۔

(۲) حضرت رفاعہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی کریم ﷺ کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے جب آپ نے رکوع سے سر اٹھایا تو کہا **سمع اللہ لمن حمدہ** تو آپ کے پیچھے ایک شخص نے کہا **ربنا لک الحمد حمدًا کثیرًا طیبًا مبارکا فیہ** جب فارغ ہوئے تو فرمایا ابھی کس نے یہ کلمات کہے ہیں تو وہ بولا میں نے تو آپ نے فرمایا: میں نے چند اور تیس فرشتوں کو دیکھا کہ ان میں جلدی کر رہے ہیں کہ پہلے کون لکھے۔ (بخاری 799 مشکوۃ 877 کتاب الصلاۃ باب الرکوع)

دیکھو اس صحابی رضی اللہ عنہ کو نبی کریم ﷺ نے یہ کلمات کا حکم نہیں دیا تھا اگر دیا ہوتے تو پوچھنے کی ضرورت نہ تھی لیکن آپ ناراض نہیں ہوئے بلکہ خوش ہوئے کہ تم نے جو کیا ٹھیک کیا۔ اس پر صرف میں ہی خوش نہیں فرشتے بھی خوش ہو رہے ہیں۔

(۳) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ صحابہ کرام کا ایک گروہ کسی سفر پر نکلا وہ عربوں کے کسی قبیلہ کے پاس اترے صحابہ کرام نے ان سے مہمان نوازی کا تقاضا کیا تو انہوں نے انکار کر دیا۔ اس قبیلہ کے سردار کو بچھو یا سانپ نے ڈس لیا۔ انہوں نے اس کے علاج کی ہر کوشش کی مگر کوئی چیز نفع بخش نہ ہوئی تو انہوں نے کہا تم ان لوگوں کے پاس جاؤ شاید ان کے پاس کوئی علاج ہو وہ صحابہ کرام کے پاس آئے اور ساری بات بتائی اور کہا تمہارے پاس کوئی علاج ہے ایک صحابی نے کہا ہاں اللہ کی قسم! میں دم کرتا ہوں لیکن تم نے ہماری مہمان نوازی سے انکار کیا ہے میں اس وقت تک دم نہیں کروں گا جب تک تم ہمارے لئے اجرت کا تعین نہ کر لو۔ بکریوں کا ایک ریوڑ دینے کا فیصلہ ہوا۔ وہ صحابی گئے اور سورہ فاتحہ پڑھ کر پھونک ماری (تو وہ فوراً ٹھیک ہو گیا) گویا کہ رسی کھول دی گئی جس سے باندھا ہوا تھا۔ وہ مریض چلنے لگا اور اسے کوئی تکلیف نہ تھی تو جو اجرت طے تھی وہ اسے دے دی گئی۔ بعض صحابہ نے کہا کہ اسے تقسیم کر لو دم والے نے کہا ابھی تقسیم نہ کرو نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں یہ واقعہ عرض کریں گے پھر دیکھیں گے آپ کیا ارشاد فرماتے ہیں۔ جب واقعہ عرض کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا تجھے کیسے پتہ چلا کہ یہ سورت دم ہے پھر فرمایا تم نے ٹھیک کیا وہ بکریاں تقسیم کر و اور اپنے ساتھ میرا حصہ بھی رکھو پس رسول اللہ ﷺ مسکرا دیئے۔ (بخاری کتاب الاجارہ 2276 مشکوۃ 2985)

صحابہ کرام نے ایک نیا کام کیا لیکن بجائے ناراضگی کے آپ خوش ہوئے۔

(۴) حضرت عبدالرحمٰن بن ابی قراد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ایک دن وضو کیا صحابہ کرام آپ کے وضو کا پانی اپنے جسموں پر ملنے لگے تو آپ نے ان سے پوچھا تم ایسا کیوں کر رہے ہو تو وہ بولے اللہ و رسول کی محبت میں (مشکوۃ 4990 بیہقی) تو نبی کریم ﷺ نے انہیں منع نہیں فرمایا تو پتہ چلا کہ نبی کریم ﷺ کی محبت میں جو کام بھی کیا جائے تو جائز ہے اگر وہ شریعت کے خلاف نہ ہو۔

وہ نئے کام جو صحابہ کرام نے نبی کریم ﷺ کے وصال کے بعد کیئے:

(۵) حضرت عبدالرحمٰن بن عبد القاری کہتے ہیں کہ میں ایک رات حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ مسجد کو گیا لوگ متفرق طور پر الگ الگ تھے کوئی اکیلے نماز پڑھ رہا تھا اور کسی کے ساتھ کچھ جماعت پڑھ رہی تھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر میں ان کو ایک قاری پر جمع کر دیتا تو اچھا تھا پھر آپ نے ارادہ کر ہی لیا تو انہیں ابی بن کعب پر جمع کر دیا فرماتے ہیں پھر میں دوسری رات آپ کے ساتھ گیا تو لوگ اپنے قاری کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا **نِعْمَتِ الْبِدْعَةُ هٰذِهٖ** یہ بڑی اچھی بدعت ہے۔ (بخاری 2010 مشکوۃ 1301 کتاب الصلاۃ باب قیام شہر رمضان)

مفتی احمد یار خاں صاحب اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں: یعنی تراویح کی بیس رکعت اور با جماعت ہمیشہ اہتمام سے قائم کرنا میری ایجاد اور بدعت حسنہ ہے اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ نفس تراویح سنت رسول اللہ ﷺ ہے مگر اس پر ہمیشگی با جماعت اور اہتمام سے ادا کرنا سنت فاروقی ہے یعنی بدعت حسنہ ہے دوسرے یہ کہ ایجادات صحابہ شرعاً بدعت ہیں اگر چہ لغۃً انہیں سنت کہا جاتا ہے اسی لحاظ سے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میری اور میرے خلفاء الراشدین کی سنت کو اختیار کرو لہذا دونوں حدیثیں متعارض نہیں۔ تیسرے یہ کہ ہر بدعت بری نہیں بعض اچھی بھی ہوتی ہیں۔

(۶) حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جنگ یمامہ کے موقع پر بلایا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ آپ کے پاس تھے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میرے پاس حضرت عمر رضی اللہ عنہ آئے اور بولے کہ یمامہ کے دن قرآن کے قاری بہت شہید ہوگئے میں ڈرتا ہوں کہ اگر اور چند جنگوں میں قاری شہید ہوتے رہے تو بہت سارا قرآن ضائع ہوجائے گا لہٰذا میری رائے ہے کہ آپ قرآن جمع کرنے کا حکم دیں میں نے ان سے کہا **کیف تفعلُ شیئا لمْ یَفعَلهُ رسولُ الله** تم وہ کام کیسے کرسکتے ہو جو رسول اللہ ﷺ نے نہیں کیا تب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا **ھذا واللہ خیرٌ** رب کی قسم یہ کام اچھا ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ بار بار یہ کہتے رہے حتیٰ کہ اللہ نے اس کے لئے میرا سینہ کشادہ کردیا اور میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے میں مصلحت دیکھی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم جوان ہو عقلمند ہو تم پر بد اعتمادی نہیں تم رسول اللہ ﷺ کے پاس وحی لکھتے رہے ہو لہٰذا تم ہی قرآن تلاش کرو اور اسے جمع کرو اللہ کی قسم اگر وہ مجھے پہاڑوں میں سے کسی پہاڑ کے ہٹانے کا حکم دیتے وہ مجھ پر اتنا گراں نہ ہوتا جتنا قرآن جمع کرنے کا حکم مجھ پر بھاری پڑا میں نے ان سے کہا **کیف تفعلُ شیئا لمْ یَفعَلهُ رسولُ الله** تم وہ کام کیسے کرسکتے ہو جو رسول اللہ ﷺ نے نہیں کیا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: **ھذا واللہ خیرٌ** رب کی قسم یہ کام اچھا ہے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بار بار یہ کہتے رہے حتیٰ کہ اللہ نے اس کے لئے میرا سینہ بھی کھول دیا جس طرح حضرت صدیق وفاروق کا سینہ کھولا تھا تو میں نے قرآن جمع کیا۔ (بخاری 4986 مشکوۃ کتاب فضائل القرآن 2220)

یعنی اگرچہ قرآن جمع کرنا بدعت ہے مگر اچھی بدعت ہے ایجادات صحابہ کو رسول اللہ ﷺ نے سنت فرمایا: لغوی معنی سے اور میں سمجھ گیا کہ ہر بدعت بری نہیں ہوتی بعض بدعتیں اچھی بھی ہوتی ہیں جمع قرآن ہے تو بدعت مگر اچھی۔ اس سے بدعت حسنہ کا قوی ثبوت ہوا اگر صحابہ کرام کا ہر کام شرعاً سنت ہوتا تو حضرت ابوبکر و حضرت زید اس میں تردد نہ فرماتے۔

(۷) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا عقیدہ: موسیٰ بن عقبہ نے کہا کہ میں نے سالم بن عبداللہ کو دیکھا کہ وہ (حرمین) کے راستے میں کچھ مقامات کو تلاش کرکے وہاں نماز پڑھا کرتے تھے اور یہ بھی بیان کیا کہ ان کے والد بھی ان مقامات پر نماز پڑھا کرتے تھے یہ بھی بیان کرتے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو ان مقامات پر نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔ (بخاری حدیث (483) کتاب الصلاۃ باب المساجد التی علی طرق المدینہ جلد ۱ ص ۲۶۳)

(۸) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما منبر اقدس کے اس حصے پر ہاتھ رکھ کر چوم لیتے تھے جہاں سرکار بیٹھتے تھے۔ (شرح شفا قاضی عیاض عربی ج ۲ ص ۱۵۴)

نبی کریم ﷺ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو ان جگہوں پر نماز پڑھنے کا حکم نہیں دیا تھا انہوں نے یہ کام از خود کئے کسی صحابی نے ان کو بدعتی نہیں کہا

(۹) حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کا عقیدہ: حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں مدینے آیا اور عبداللہ بن سلام سے ملاقات ہوئی۔ تو فرمایا میرے ساتھ میرے گھر چلو تاکہ میں تمہیں اس پیالہ میں پلاؤں جس میں رسول اللہ ﷺ نے پیا ہے اور تو اس مسجد میں نماز پڑھے جس میں رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھی ہے۔ تو میں ان کے ساتھ گیا تو انہوں نے مجھے ستو پلائے اور کھجوریں کھلائیں اور میں نے ان کی مسجد میں نماز پڑھی۔ (بخاری کتاب الاعتصام باب ما ذکر النبی وحض علی اتفاق اہل العلم حدیث 7342)

نبی کریم ﷺ نے حضرت ابن سلام رضی اللہ عنہ کو اس جگہ پر نماز پڑھنے اور اس پیالے میں پانی پینے کا حکم نہیں دیا تھا انہوں نے یہ کام از خود کئے کسی صحابی نے ان کو بدعتی نہیں کہا۔ اگر ہم از خود غار حرا غار ثور یا شہداء بدر یا کسی بھی متبرک مقام کی زیارت کے لئے جائیں تو بدعتی نہیں ہاں ان مقامات سے روکنے والا ضرور بدعتی ہوگا آج اگر میری باتوں پر یقین نہیں تو خود ان مقامات پر جاکر دیکھ لو وہاں یہ نجدی لوگوں کو شرک و بدعت کہہ کر ان مقدس مقامات کی زیارت سے روکتے ہیں خود معلوم کرلو کہ اصل میں بدعتی کون ہے اور اصل سنی کون ہے؟

ایک شبہ کا جواب: بعض لوگ کہتے ہیں کہ صحابہ کے زمانہ میں جو کام بھی ہو تو وہ بدعت نہیں وہ سنت ہوتا ہے ایسا کہنے والے یہ احادیث

غور سے پڑھیں۔

(۱۰) حضرت نافع بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا کہ فلاں شخص نے آپ کو سلام کہا ہے تو آپ نے فرمایا: میں نے سنا ہے کہ وہ بدعتی ہو گیا اگر وہ واقعی بدعتی ہو گیا ہے تو اسے میرا اسلام نہ کہنا۔ (ترمذی 2152 مشکوۃ کتاب الایمان باب القدر 116) اس سے معلوم ہوا کہ عہد صحابہ میں جو بدعقیدگیاں ایجاد ہوئیں وہ بھی بدعت ہیں کہ قدریہ مذہب اگرچہ خیر القرون میں نمودار ہوا مگر بدعت ہوا بدعت کے لئے خیر القرون کے بعد ہونا شرط نہیں۔ دوسرا یہ بھی معلوم ہوا کہ بدعتی بدمذہب کو سلام کیا جائے اور نہ جواب سلام یہ بھی معلوم ہوا کہ بدعت سیہ ان برے عقائد کا نام ہے جو اسلام میں ایجاد کئے جائیں۔ (مراۃ ج ا ص ۱۱۶)

(۱۱) حضرت معاذ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا **معاذ من طلق للبدعة واحدة او اثنتين او ثلاثا الزمناه بدعته** اے معاذ جس نے بدعت طریقہ سے طلاق دی ایک یا دو یا تین تو ہم اس کی بدعت کو اس پر لازم کر دیں گے۔ (دار قطنی کتاب الطلاق حدیث ۴۰۲۰)

جو لوگ کہتے ہیں خیر القرون (نبی کریم ﷺ صحابہ یا تابعین) کے زمانہ میں جو کام بھی ہو وہ بدعت نہیں ہوتا تو پھر نبی کریم ﷺ اور صحابہ کے زمانہ میں بدعت سیہ کہاں سے آ گئی معلوم ہوا کہ بدعت کا تعلق زمانہ سے نہیں سنت سے ہے ہر نیا کام بدعت سیہ نہیں بدعت سیہ وہ ہے جس سے سنت مٹ جائے چاہے اس کا تعلق کسی زمانہ سے ہو اور وہی بدعت گمراہی ہے ورنہ اچھی بدعت پر ثواب ملتا ہے۔

(۱۲) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی قوم بدعت نہیں ایجاد کرتی مگر اسی قدر سنت اٹھالی جاتی ہے۔ (احمد مشکوۃ کتاب الایمان باب الاعتصام با الکتاب والسنۃ 187)

یعنی بری بدعت وہی عمل ہے جو سنت کے خلاف ایجاد کیا جائے جس پر عمل کرنے سے سنت چھوٹ جائے بدعت حسنہ سنت کو مٹاتی نہیں بلکہ کبھی سنت کو رائج کرتی ہے دیکھو علم دین سنت ہے اب اس کے لئے کتابیں چھاپنا مدرسہ بنانا وہاں تعلیم کے نصاب بنانا اگرچہ بدعت ہیں مگر سنت کے معاون ہیں۔

اگر ہر نیا کام بدعت ہے تو امام بخاری پر کیا حکم لگے گا: امام بخاری نے اپنی صحیح کا چھ لاکھ احادیث میں سے انتخاب کیا۔ حدیث کو ذکر کرنے سے پہلے وہ غسل کرتے اس کے بعد دو نفل پڑھتے پھر اس حدیث کی صحت کے بارے میں استخارہ کرتے اس کے بعد اس حدیث کو اپنی صحیح میں درج کرتے۔ (تذکرہ المحدثین ص ۱۸۴) مقدمہ فتح الباری)

امام بخاری کا یہ عمل کسی صحابی سے ثابت نہیں اگر امام بخاری بدعتی نہیں تو ہم بدعتی کیسے ہو گئے اگر وہ بدعتی ہیں تو پھر کسی اور بخاری کا انتظام کر و یہ تو ایک بدعتی کی لکھی ہوئی ہے۔

جو نیا کام رسول اللہ ﷺ کی محبت میں کیا جائے وہ جائز ہے

وہابیوں کے امام ابن قیم کا حوالہ: ابوبکر محمد بن عمر بیان کرتے ہیں کہ میں ابوبکر بن مجاہد کے پاس تھا کہ حضرت شبلی آئے تو امام ابوبکر بن مجاہد نے اُٹھ کر ان استقبال کیا معانقہ کیا اور اُن کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا۔ میں نے کہا اے میرے سردار آپ حضرت شبلی کی ایسی تعظیم کرتے ہیں حالانکہ آپ اور جمیع اہل بغداد انہیں دیوانہ تصور کرتے ہیں، انہوں نے فرمایا: میں نے اُن کا استقبال اسی طرح کیا ہے جیسے میں نے رسول اللہ ﷺ کو اُن کا استقبال کرتے ہوئے دیکھا وہ یوں کہ میں نے خواب میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت کی اور شبلی حاضر خدمت ہوئے آپ نے اٹھ کر استقبال کیا اور اُن کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا میں نے عرض کیا یارسول اللہ! آپ شبلی کی اتنی عزت افزائی فرماتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا: یہ ہر نماز کے بعد ﴿لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ﴾ (سورۃ توبہ کی آخری آیات) آخر سورت تک پڑھتا ہے اور تین مرتبہ کہتا

ہے﴿صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْکَ يَا مُحَمَّدُ﴾ فرماتے ہیں پھر حضرت شبلی میرے پاس آئے تو میں نے اُن سے پوچھا کہ تم نماز کے بعد کیا پڑھتے ہو تو انہوں بالکل اسی طرح بیان کیا۔ (وہابیوں کی کتاب "جلاء الافہام"، لابن القیم ص ۳۳۴- الباب الرابع والمواطن الخامس والثلاثون، القول البدیع ص ۲۵۱ -الباب الرابع، دیوبندیوں کی کتاب "تبلیغی نصاب"، فضائل درود شریف ص ۱۱۲)

شارح بخاری امام ابن حجر کے شاگرد امام سخاوی "القول البدیع"، میں نقل کرتے ہیں: امام ابوبکر بن مجاہد نے فرمایا:: أَلَا أُكْرِمُ لِمَنْ يُعَظِّمُهُ رسولُ اللهِ ﷺ رأيتُ النبيَّ ﷺ في النومِ فَقَالَ لي يا أبابكرٍ! إذا كان في غدٍ فَسَيَدْخِلُ عليکَ رَجُلٌ مِنْ أهلِ الجنةِ فإذا جاءَکَ فَأَكْرِمْهُ قَالَ ابْنُ مجاهدٍ: فَلَمَّا كانَ بعدَ ذلکَ بِلَيْلَتَيْنِ أو اكثر رأيتُ النبيَّ ﷺ في المنامِ فقال لي: يا أبا بكر أَكْرَمَکَ اللهُ كما أَكْرَمْتَ رَجُلاً مِنْ أهلِ الجنةِ فَقُلْتُ: يارسولَ اللهِ بِمَ اسْتَحَقَّ الشبليُّ هذا مِنکَ؟ فَقَالَ: هذا رجُلٌ يُصَلِّي خَمْسَ صَلَوَاتٍ وَيَذْكُرُنِي إِثْرَ كُلِّ صَلاةٍ وَيَقْرَءُ ﴿لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ﴾ الآية يقولُ ذلکَ منذُ ثَمَانِيْنَ سَنَةً أَفَلا أُكْرِمُ مَنْ يَفْعَلُ هَذَا. کیا میں اُس آدمی کے لئے کھڑا نہ ہوں جس کی رسول اللہ ﷺ تعظیم کرتے ہیں میں نے نبی کریم ﷺ کی خواب میں زیارت کی آپ ﷺ مجھے ارشاد فرمایا: اے ابوبکر کل صبح تیرے پاس اہل جنت میں سے ایک آدمی آئے گا جب وہ آئے تو اس کا اکرام و تعظیم کرنا، فرماتے ہیں اس کے بعد دو یا اس سے زیادہ راتیں گذریں تو مجھے پھر رسول اللہ ﷺ کی زیارت ہوئی فرمایا: اے ابوبکر اللہ تیرا اکرام فرمائے جیسا کہ تو نے جنتی آدمی کا اکرام کیا ہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ حضرت شبلی کو آپ کے حضور اتنا قرب کیسے نصیب ہو گیا ارشاد فرمایا: یہ آدمی پانچ نمازیں پڑھتا ہے اور ہر نماز کے بعد مجھے یاد کرتا ہے اور اس آیت کی تلاوت کرتا ہے ﴿لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ﴾ (سورۃ توبہ کی آخری آیات) اور یہ اسی (۸۰) سال سے یہ عمل کر رہا ہے میں ایسے آدمی کا اکرام کیوں نہ کروں۔

(القول البدیع ص ۲۵۲- الباب الرابع)

مؤمن ہوں مومنوں پہ رؤف رحیم ہو سائل ہوں سائلوں کو خوشی لانہر کی ہے

ان دونوں واقعات سے معلوم ہوا کہ علامہ سخاوی اور محدث ابوبکر بن مجاہد اور ابن قیم وہابی اور مولوی زکریا دیوبندی کا عقیدہ تھا کہ رسول اللہ اپنی امت کے اعمال پر حاضر و ناظر ہیں اور یہ کہ بعد از وصال بھی حضور ﷺ کو لفظ یا کے ساتھ خطاب کرنا جائز ہے۔ اور ﴿الصلاۃ والسلام عَلَيْكَ يَا رسول الله﴾ پڑھنا جائز ہے اگر ہر نیا کام بدعت سیئہ اور گمراہی ہوتا تو حضور ﷺ کبھی بھی حضرت شبلی کی تعظیم نہ کرتے اور نہ اس کو جنتی قرار دیتے۔ معلوم ہوا کہ سنی جنتی ہیں اور ان کی عزت و تکریم کرنے سے سرکار خوش ہوتے ہیں سنی یا رسول اللہ کہنے والے بدعتی نہیں مشرک نہیں رسول اللہ ﷺ کے محبوب ہیں سرکار ان کے بوسے لیتے ہیں سینے سے لگاتے ہیں بلکہ دوسروں کو بھی کہتے ہیں کہ یہ جنتی ہیں ان کی تعظیم کرنا۔ ان سے پیار کرنا۔ تو اب سنیوں کی دشمنی رسول اللہ ﷺ کی دشمنی ہے۔ اور رسول اللہ کی دشمنی اللہ کی دشمنی ہے۔

عقل ہوتی تو خدا سے نہ لڑائی لیتے یہ گھٹائیں اسے منظور بڑھانا تیرا

اگر ہر نیا کام بدعت سیئہ و گمراہی ہے تو کوئی وہابی بھی بدعت اور گمراہی سے نہیں بچ سکتا کیونکہ نبی کریم ﷺ نے کوئی نماز شلوار پہن کر ادا نہیں فرمائی بلکہ تہبند استعمال فرمایا لیکن یہ شلوار پہنیں گے یا پینٹ شرٹ تہبند کوئی بھی استعمال نہیں کرتا ہمارے لئے کوئی مشکل نہیں کہ ہم بدعت حسنہ کے قائل ہیں نبی کریم ﷺ نے بھینس کا دودھ استعمال نہیں فرمایا اور نہ اس کی قربانی کی اگر کوئی حدیث ہے تو پیش کریں ورنہ گمراہی سے بچنا ہے تو آج سے دودھ بھی بند اور شلوار بھی بند

رفع یدین ایک منسوخ عمل پر عمل ضروری لیکن تہبند جو ایک غیر منسوخ سنت ہے اس پر عمل کیوں نہیں؟

نبی کریم ﷺ نے حکم دیا ہے کہ اپنی جوتی دائیں رکھے نہ بائیں بلکہ دونوں پاؤں کے درمیان رکھے یا جوتی میں نماز پڑھے۔ (ابوداود حدیث

654 مشکوۃ کتاب الصلاۃ باب الستر حدیث 767) لیکن وہابی اپنی جوتیاں دروازے کے پاس چھوڑ آتے ہیں وہابیوں نے اگر رفع یدین کرنا ہے تو کسی دن اس حدیث پر بھی عمل کریں ورنہ اپنے بدعتی ہونے کا اقرار کرلیں۔ جوتی میں نماز پڑھیں تا کہ پتہ چلے کہ اہل حدیث ہیں بدعتی نہیں۔

سالگرہ پر جانا کیسا ہے

س السلام علیکم میرا الحقیقہ سے دل بہت متاثر ہوا خاص طور پر مسائل دینیہ سے میں نے اس ماہ ۵۰۰ رسالے لیکر اپنے گاؤں تقسیم کئے اور ہر ماہ ایسا کرنے کا ارادہ کیا ہے انشاء اللہ تعالی خدا تعالی آپ کے علم وعمل میں برکت عطا فرمائے۔ میرا سوال یہ ہے سالگرہ پر جانا کیسا ہے اس کے متعلق تفصیلی بتانا الحقیقہ میں۔ زینب طحانہ ظفروال

ج اللہ تعالی آپ کے اس صدقہ جاریہ کو قبول فرمائے اور جلد مدینہ پاک حاضری نصیب فرمائے سالگرہ میں جانا جائز ہے یہ بھی ایک عام دعوتوں کی طرح دعوت ہے اور دعوت قبول کرنا سنت ہے اگر وہاں کوئی غیر شرعی حرکت نہ ہوتی ہو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مسلمان کے مسلمان پر پانچ حق ہیں: سلام کا جواب دینا، مریض کی عیادت کرنا، نماز جنازہ ادا کرنا، دعوت قبول کرنا اور چھینک کا جواب دینا۔ (بخاری 1240 مشکوۃ کتاب الجنائز 1524)

اگر وہاں کوئی غیر شرعی حرکت ہوتی ہو تو اسے روکنا ضروری ہے اگر وہ رک جائیں تو ٹھیک ورنہ اس محفل سے اٹھ جائیں ورنہ تم بھی گناہ میں شریک ہوگے

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو کوئی برا کام دیکھے اسے اپنے ہاتھ سے بدل دے اگر طاقت نہ ہو تو زبان سے اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو دل سے برا جانے یہ ایمان کا سب سے کمزور درجہ ہے۔ یعنی صرف دل سے برا جاننا۔ (مسلم 49 مشکوۃ 5137)

لوگ سالگرہ پر خوشی مناتے ہیں کہ میں اتنے سال کا ہو گیا حالانکہ یہ خوشی کا موقع نہیں آخرت کی فکر کا موقع ہے وہ نہیں جانتا کہ اس کی کل عمر سے اتنے سال کم ہو گئے ہیں اور اس نے کیا کمائی ہے، اور ہمیشہ کی زندگی کے لئے کیا زاد سفر تیار کیا ہے؟ اس لحاظ سے خوشی کی جاسکتی ہے کہ دنیا مؤمن کے لئے قید خانہ اور کافر کے لئے جنت ہے (مسلم) وہ سوچے کہ اتنے سال قید ختم ہو گئی ہے باقی تھوڑی رہ گئی ہے میں قید دنیا سے چھوٹنے والا ہوں۔

دلا غافل نہ ہو یکدم یہ دنیا چھوڑ جانا ہے
باغیچے چھوڑ کر خالی زمین اندر سمانا ہے
اجل کے روز کو کر یاد کر سامان چلنے کا
زمیں کے فرش پر سونا جو اینٹوں کا سرہانا ہے

اور خوشی اس بات کی منائے کہ اب تک ایمان پر قائم ہوں چند سال کی قید رہ گئی ہے باقی زندگی بھی عشق رسول میں گذاروں گا یہ موت بھی مبارک ہے کہ مرکر قبر میں محبوب کریم ﷺ کا دیدار نصیب ہوگا۔

خاک ہو کر عشق میں آرام سے سونا ملا
اور جان کی اکسیر ہے الفت رسول اللہ کی

تا حشر قبر میں چشمے لہرائیں گے نور کے
جلوہ فرما ہو گی جب طلعت رسول اللہ کی

حج اور عمرہ کے احکام:

س حج کے فرائض اور واجبات کتنے ہیں اور ان کے احکام کیا ہیں اور عمرہ کا طریقہ بیان فرما دیں۔ ابو طلحہ محمد ابراہیم عطاری گڑھی شاہو لاہور

ج حج کا لغوی معنی ہے قصد اور اس کا شرعی معنی ہے، بیت اللہ کی زیارت کا قصد کرنا۔ زندگی میں ایک بار حج کرنا فرض عین ہے۔ اسلام، حریت

عقل، بلوغ اور حج کی استطاعت حج کی فرضیت کے لئے شرط ہیں۔ احرام، وقوف عرفات اور طواف زیارت حج میں فرض ہیں۔

حج کے واجبات یہ ہیں میقات یا اس سے پہلے احرام باندھنا، غروب آفتاب تک میدان عرفات میں رہنا۔ وقوف مزدلفہ، صفا مروہ میں سعی کرنا، شیطان کو منیٰ میں کنکریاں مارنا، سر منڈانا یا بال کٹانا قربانی کے دنوں اور حرم میں اور آفاقی (میقات سے باہر رہنے والے) کے لئے طواف وداع کرنا۔ حج تمتع اور حج قران (حج اور عمرہ ایک ساتھ کرنے) والے پر قربانی کا واجب ہونا۔ طواف زیارت قربانی کے دنوں میں کرنا۔ اگر کوئی فرض رہ گیا تو حج نہیں ہوگا اور کوئی واجب رہ جائے تو قربانی دینی پڑے گی۔ جیسے نماز میں کوئی واجب رہ جائے تو سجدہ سہو کرنا پڑتا ہے۔

حج میں یہ کام ممنوع ہیں۔ عمل زوجیت، بال کاٹنا، ناخن کاٹنا، خوشبو لگانا، سر اور چہرہ ڈھانپنا، سلا ہوا کپڑا پہننا، کسی دوسرے محرم کا سر مونڈھنا، حل اور حرم میں (خشکی کے) شکار کے درپے ہونا۔ (فتح القدیر جلد۲ص:۳۲۱)

احرام میں جائز کام: محرم حمام میں داخل ہوسکتا ہے، کسی مکان اور محل کے سائے کو حاصل کرسکتا ہے (مثلاً چھتری وغیرہ استعمال کرسکتا ہے) لیکن کوئی چیز اس کے چہرہ یا سر کو مس نہ کرے، پیسے وغیرہ رکھنے کے لئے ہمیان کمر میں باندھ سکتا ہے (احرام کی چادر پر چمڑے کی پٹی باندھ لی جاتی ہے جس میں پیسے رکھنے کے لئے بٹوہ ہوتا ہے وہ بھی اسی حکم میں ہے) منطقہ (کمر باندھنے کی پیٹی) بھی باندھ سکتا ہے، بغیر خوشبو کا سرمہ لگا سکتا ہے، ختنہ کرا سکتا ہے، فصد لگوا سکتا ہے، داڑھ نکلوا سکتا ہے، ٹوٹی ہوئی ہڈی جڑوا سکتا ہے، سر یا کمر کو کھجا سکتا ہے لیکن اس احتیاط سے کہ بال نہ اکھڑیں، اگر تین بال اکھڑ جائیں تو ایک مٹھی طعام صدقہ کردے۔ احرام باندھنے سے قبل غسل کرنا اور بدن پر خوشبو لگانا جائز ہے خواہ بعد میں خوشبو آتی رہے۔

حج کی سات سنتیں: (۱) آفاقی حج مفرد کرنے والے اور حج قارن والے کے لئے طواف قدوم (۲) اس طواف میں رمل (چھوٹے چھوٹے قدم رکھنا اور پہلوانوں کی طرح اکڑ کر چلنا) اور اضطباع کرنا (داہنا کندھا ننگا رکھنا) جس کے بعد صفا مروہ کی سعی کرنا ہو (۳) ۸ ذوالحجہ کو ظہر سے پہلے منیٰ پہنچنا اور وہاں ۵ نمازیں ادا کرنا (۴) ۹ ذوالحجہ کو سورج بلند ہونے کے بعد عرفات کی طرف جانا (۵) قربانی والی رات یعنی عرفات سے واپسی پر مزدلفہ میں رات گذارنا (۶) عرفات میں غسل کرنا (۷) قربانی کی راتیں منیٰ میں گذارنا۔ اگر سنتوں میں کوئی سنت رہ جائے تو قربانی واجب نہیں ہوگی۔

احرام میں مستحب کام: محرم بہ کثرت تلبیہ پڑھے لبیک اللھم لبیک ... جب نماز پڑھے یا جب کسی بلندی پر چڑھے یا کسی وادی سے اترے، یا سواروں سے ملے، یا سحری کا وقت ہو تو تلبیہ پڑھے۔ جب مکہ میں داخل ہو تو پہلے مسجد حرام میں باب السلام سے داخل ہو جب کعبہ کو دیکھے تو تین بار تکبیر اور کلمہ طیبہ پڑھے، کعبہ پر پہلی نظر پڑتے ہی دعا کرے، اس وقت کی دعا مقبول ہوتی ہے اور یہ دعا بھی کرے اے اللہ ہمارے دلوں میں کعبہ کی محبت اس کی تعظیم اور اس کی ہیبت کو زیادہ کر۔

عمرہ : عمرہ کا لغوی معنی ہے زیارت اور اس کا شرعی معنی ہے بیت اللہ کی زیارت کرنا، عمرہ ادا کرنا سنت ہے۔ اس میں میقات سے احرام باندھنا، کعبہ کا طواف کرنا، صفا اور مروہ میں سعی کرنا اور حلق یا قصر کرنا واجب ہے اور احرام باندھنا شرط ہے اور طواف کا اکثر حصہ فرض ہے۔ (مراقی الفلاح)

عمرہ کرنے کا طریقہ: غیر کی میقات سے عمرہ کا احرام باندھ لے، پاکستان کے رہنے والے ہوائی جہاز سے سفر کرتے ہیں اس لئے وہ اپنے گھر میں غسل کرکے احرام باندھ لیں، اور ائیر پورٹ کے لاؤنج میں دو رکعت نماز پڑھ کر عمرہ کی نیت کرلیں: اے اللہ میں نے عمرہ کا ارادہ کیا ہے اس کو میرے لئے آسان کردے اور میری طرف سے قبول فرما، پھر راستہ میں بہ کثرت تلبیہ پڑھے

لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَاشَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَاشَرِيْكَ لَكَ ......

مکہ مکرمہ پہنچ کر عمرہ ادا کرے یعنی بیت اللہ کا سات مرتبہ طواف کرے اس طواف میں اضطباع کرے (احرام کی اُوپر والی چادر کو دائیں بغل

کے نیچے سے نکال کر بائیں کندھے کے اُوپر ڈال دے یہ اضطباع صرف طواف کے وقت ہوگا (لیکن اکثر حاجی میقات ہی سے دایاں کندھا ننگا رکھتے ہیں یہ خلاف سنت ہے) پہلے تین چکروں میں رمل کرے (کندھے ہلا ہلا کر دوڑتے ہوئے طواف کرے جب بھی حجر اسود کے سامنے سے گذرے تو اگر ممکن ہو تو اُس کو بوسہ دے، ورنہ اس کی طرف منہ کر کے دونوں ہتھیلیاں اس طرح کرے جیسے اس پر رکھ رہا ہے، اور الله اکبر الله اکبر لااله إلا الله والله اکبر الله اکبر ولله الحمد پڑھے اور نبی ﷺ پر صلوۃ وسلام پڑھے، پھر اپنی ہتھیلیوں کو بوسہ دے، جب رکن یمانی کے پاس سے گذرے تو اُس کو بھی چھو کر اس کی تعظیم کرے، اس کو بوسہ دینے میں فقہاء احناف کے دو قول ہیں ایک قول منع کا ہے اور ایک قول جواز کا، اگر اس کی تعظیم نہ کر سکے تو پھر اس کے قائم مقام ہاتھ سے اشارہ کرنا مشروع نہیں۔ حجر اسود کی تعظیم کے ساتھ طواف ختم کرے پھر مقام ابراہیم کے پاس (یا حرم میں جہاں بھی جگہ ملے) دو رکعت نفل پڑھے اس کے بعد سعی کے سات چکر لگائے۔

سعی صفا سے شروع کرے اور مروہ پر ختم کرے، صفا پر چڑھ کر کعبہ کی طرف منہ کر کے الله اکبر الله اکبر لااله إلا اللهُ وَاللهُ اَکْبَرُ اَللهُ اکبرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ (یا بسم الله الله اکبر) پڑھے اور نبی ﷺ پر صلوۃ وسلام پڑھے، پھر دونوں ہاتھ بلند کر کے دعا کرے، پھر مروہ کی طرف روانہ ہو راستہ میں دو سبز نشانوں کے درمیان سے دوڑتا ہوا گذرے (عورت عام رفتار سے چلے گی)، طواف اور سعی کے دوران اُس کو جو دعائیں اور اذکار یاد ہوں اُن کو خشوع وخضوع کے ساتھ پڑھتا رہے۔

صفا اور مروہ میں طواف مکمل کرنے کے بعد محرم سر کے بال کٹوالے یا منڈوالے، اب اُس کا عمرہ مکمل ہو گیا اور وہ احرام کی پابندیوں سے آزاد ہو گیا لیکن پھر بھی کوئی گناہ نہ کرے، فحش باتیں نہ کرے اور کسی سے لڑائی جھگڑا نہ کرے، آٹھ ذوالحجہ تک حسب استطاعت عمرہ کرتا رہے اور مسجد حرام میں زیادہ سے زیادہ طواف کرتا رہے، عمرہ اور طواف میں طواف کی زیادہ فضیلت ہے، مسجد حرام میں کم از کم ایک بار قرآن مجید ختم کرنا چاہئے۔

﴿حج کی اقسام﴾

حج کی تین قسمیں ہیں (۱) حج افراد (۲) حج تمتع (۳) حج قران

(۱) حج افراد: جس میں صرف مناسکِ حج ادا کئے جائیں اور اس سے پہلے عمرہ نہ کیا جائے، یہ صرف اہل مکہ اہل حرم اور اہل حل یعنی میقات کے اندر رہنے والوں کے لئے ہے یہ لوگ حج تمتع اور حج قران نہیں کر سکتے اور آفاقی یعنی میقات سے باہر رہنے والوں کے لئے تینوں اقسام کا اختیار ہے۔ حج افراد والا حج سے فارغ ہونے سے قبل احرام نہیں کھول سکتا اور حج افراد میں قربانی واجب نہیں ہے۔

(۲) حج تمتع: میقات سے عمرہ کا احرام باندھ لیا جائے اور عمرہ کرنے کے بعد سر کے بال کٹوا کر یا منڈوا کر حلال ہو جائے اور پھر آٹھ تاریخ کو حج کا احرام باندھ لے، اور مناسک حج ادا کرنے کے بعد حلال ہو جائے اور اس میں قربانی واجب ہے۔

(۳) حج قران: میقات سے حج اور عمرہ دونوں کا ایک ساتھ احرام باندھا جائے اور عمرہ ادا کرنے کے بعد احرام کو برقرار رکھا جائے، پھر اسی احرام کے ساتھ حج کرے اور مناسک حج ادا کرنے کے بعد سر کے بال کٹوایا منڈوا کر احرام کھول دے گا اور اس میں بھی قربانی واجب ہے۔

اللہ تعالی نے فرمایا ﴿تو جو شخص حج کے ساتھ عمرہ ملائے تو وہ ایک قربانی کرے جس کو وہ آسانی کے ساتھ کر سکے اور اگر وہ قربانی نہ کر سکے تو تین روزے ایام حج میں رکھے اور سات روزے جب تم لوٹ آؤ یہ کامل (دس روزے) ہیں﴾ سورۃ البقرۃ:۱۹۶

یعنی غریب آدمی جو قربانی نہ کر سکے تو وہ سات آٹھ اور نو ذوالحجہ کو تین روزے رکھے اور باقی سات روزے اپنے گھر لوٹنے کے بعد اور یہ سات روزے حج کے بعد مکہ میں بھی رکھے جا سکتے ہیں۔ (قدوری ص:۱۴۷) لیکن یہ روزے ایام تشریق گزرنے کے بعد رکھے جائیں ایام تشریق میں روزے رکھنا منع ہے۔ (شرح معانی آثار جلد۲ ص:۲۴۴، شرح مسلم سعیدی جلد۳ ص:۴۵۴) اور اگر ۹ ذوالحجہ تک یہ تین روزے نہ رکھے جا سکیں تو اس کے لئے قربانی ضروری ہوگی۔ (قدوری شریف ص:۱۴۷)

حج قران اور تمتع میں کیا فرق ہے: حج قران اور تمتع میں فرق یہ ہے کہ حج تمتع والا مکہ پہنچ کر عمرہ کر کے حلق یا تقصیر کر کے احرام کھول دے گا لیکن قران والا عمرہ کرنے کے بعد حلق یا تقصیر نہیں کرا سکتا اور نہ احرام کھول سکتا ہے حج قران میں مشقت زیادہ ہے اور اس کا اجر بھی بہت زیادہ ہے، اکثر روایات کے مطابق نبی کریم ﷺ نے جو حج کیا تھا وہ حج قران تھا۔ شیخ ابن قیم حنبلی نے بیس سے زیادہ صحیح اور صریح احادیث بیان کی ہیں اور ثابت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قران کا احرام باندھا تھا۔ (زاد المعاد جلد ۱ ص:۲۱۶)

تمتع یا قران صرف آفاقی کے لئے ہے: رب تعالی نے فرمایا ﴿یہ حکم اُس شخص کے لئے ہے، جس کے اہل وعیال مسجد حرام کے رہنے والے نہ ہوں﴾ یعنی تمتع یا قران کا جائز ہونا غیر مکی کے لئے ہے مکہ کے رہنے والوں کے لئے تمتع ہے اور نہ قران کیونکہ اسے حج کے زمانہ میں عمرہ کرنا ہی منع ہے خیال رہے کہ یہاں مسجد حرام سے پورا حرم شریف اور اس کے مضافات کا علاقہ مراد ہے لہذا جو کوئی میقات کی حدود کے اندر رہتا ہو (جیسے جدہ میں رہنے والے) اُس کا یہی حکم ہے کہ زمانہ حج میں عمرہ نہ کرے۔ (تفسیر نور العرفان ص:۴۷)

مرد اور عورت کا احرام: مرد کے احرام کے لئے دو پاک صاف، نئی یا دھلی ہوئی چادریں ہوں ایک چادر، تہبند کی طرح باندھ لے اور دوسری چادر اوپر اوڑھ لے، سر کھلا رکھے۔ عورتوں کے لئے بھی احرام کے وہی احکام ہیں جو مردوں کے ہیں صرف اس قدر فرق ہے کہ عورت کا احرام اُس کے چہرے میں ہے وہ سلے ہوئے کپڑے پہن سکتی ہے اور اُن کے لئے تمام بدن کی طرح سر ڈھانکنا بھی ضروری ہے (رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: احرام والی عورت نقاب ڈالے اور نہ دستانے پہنے۔ (بخاری حدیث:۱۸۳۸)

اگر کسی سے پردہ کرنا درکار ہو تو کسی کی آڑ میں ہو جائیں یا نامحرم کے سامنے کوئی پنکھا وغیرہ منہ سے بچا ہوا رکھے) عورت اتنی آواز سے لبیک نہ کہے کہ نامحرم سنے ہاں اتنی آواز ہر پڑھنے میں ہمیشہ سب کو ضرور ہے کہ اپنے کان تک آواز آئے۔

(نیز بال گرنے کے اندیشے سے سر پر ایک سفید رومال باندھ لینا چاہئے عورتوں کے لئے حالت احرام میں سر ڈھانکنا واجب ہے بالوں کو ٹھیک کرنے کے لئے یا وضو کے مسح کے لئے یا کسی اہم ضرورت کے وقت عورتیں اپنا سر کھول سکتی ہیں لیکن وضو کے بعد فوراً پھر سے احرام باندھ لینا ضروری ہے۔)

عورت احرام باندھنے کے وقت ماہواری سے ہو تو بھی غسل کر کے احرام باندھ کر حج یا عمرہ یا دونوں کی نیت کر کے تلبیہ پڑھ لے نفل نہیں پڑھ سکتی اور نہ مسجد میں داخل ہو سکتی ہے مکہ پہنچ کر طواف اور سعی نہ کرے جب تک پاک صاف ہو کر دوبارہ غسل نہ کر لے اسی طرح اگر کسی عورت کے ہاں ولادت ہو جائے تو وہ بھی حائضہ کی طرح غسل کر کے احرام باندھ سکتی ہے۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں حضور ﷺ کے حج والے سال میقات مدینہ ذوالحلیفہ پر حضرت اسماء زوجہ ابو بکر رضی اللہ عنہا کے ہاں محمد بن ابی بکر پیدا ہوئے تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کرایا اب میں کیا کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: غسل کرو اور کپڑے کا لنگوٹ باندھ کر احرام باندھ لو۔ (مسلم:۱۲۱۸) اگر عورت مکہ پہنچ کر حج کے ایام تک ماہواری سے فارغ نہ ہو تو وہ عمرہ ترک کر دے اور حج کا احرام باندھ کر حج پر چلی جائے اور عمرہ حج کے بعد ادا کرے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حجۃ الوداع کے سال ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ روانہ ہوئے- ہم نے عمرہ کا احرام باندھا، پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کے پاس ہدی ہے وہ حج اور عمرہ کا احرام باندھے، پھر اُس وقت تک احرام نہ کھولے جب تک حج اور عمرہ دونوں سے حلال نہیں ہو جاتا۔ حضرت عائشہ کہتی ہیں پھر میں مکہ میں آئی در آں حالیکہ میں حائضہ تھی- میں نے بیت اللہ کا طواف کیا اور نہ صفا مروہ کی سعی کی، پھر رسول اللہ ﷺ سے اس کی شکایت کی، آپ نے فرمایا: اپنے سر کے بال کھول ڈالو، کنگھی کرو، حج کا احرام باندھ لو اور عمرہ کو چھوڑ دو، فرماتی ہیں: میں نے ایسا ہی کیا۔ جب ہم نے حج کر لیا تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے عبد الرحمٰن بن ابی بکر الصدیق کے ساتھ مقام تنعیم بھیجا، پھر میں نے عمرہ کیا، آپ نے فرمایا یہ تمہارے عمرہ کا بدلہ ہے۔ (بخاری حدیث:۱۵۵۶، مسلم:۱۲۱۱، مشکوۃ:۲۵۵۶) اسی وجہ سے اُس مسجد کا نام مسجد عائشہ ہے۔ خیال رہے کہ اگر عورت کو طواف کے بعد ایام آ جائیں تو وہ سعی کر سکتی ہے اور اگر طواف سے پہلے آ جائیں تو نہ طواف کر سکتی ہے نہ سعی۔ حضرت

عائشہ رضی اللہ عنہا حج کا احرام باندھ کر بغیر طواف قدوم کئے عرفات چلی گئیں، پھر عرفات سے مزدلفہ منیٰ کے افعال سے فارغ ہو کر طواف زیارت کرلیا اب بھی عورت کو عارضہ آ جانے پر یہی حکم ہے کہ اسے طواف قدوم بلکہ طواف وداع بھی معاف ہو جاتا ہے۔ (مراۃ شرح مشکوۃ:۴/۱۲۰)

س السلام علیکم حافظ صاحب! حافظ سعید کی جماعت کے ایک کارکن نے دو احادیث کا حوالہ دیا ہے کہ ,,جو جماعت ہندوستان پہ حملہ کرتی رہے گی وہ جماعت ہی سچی اور جنتی ہے،، لہذا لشکر طیبہ والے ہی سچے ہیں۔ یہ ٹائم دعوت اسلامی کی طرح مسجدوں میں اللہ اللہ کرنے کا نہیں جہاد کرنے کا ہے۔ لہذا اس پر ضرور لکھیں کہ جہاد کب فرض ہوتا ہے موجودہ دور میں کیا ایک مولوی کے کہنے سے ہر ایک پر جہاد فرض ہے اور حدیث پر بھی تحقیق کر کے بتادیں تاکہ کچھ دوستوں کا شک دور ہو جائے شکریہ۔ شہزاد عطاری، کامران عطاری، ڈاکٹر خالد۔ شاہدرہ لاہور

ج ,,جماعت الدعوہ،، خالی دعویٰ کرنے والی جماعت ہے اس کے پاس اپنے دعویٰ کو ثابت کرنے والی کوئی دلیل نہیں یوں کہہ لیں کہ خالی ,, بھڑکیں،، مارنے والی جماعت ہے اور قرآن وحدیث میں بھی تحریف کرنے سے باز نہیں آتی ان کو شیر اہل سنت کنز العلماء ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی نے مناظرہ کا چیلنج دیا تھا اور کہا تھا کہ اگر سعودیہ سے بھی کسی مفتی کو بلانا ہے تو بلالو۔ لیکن انہوں نے ابھی تک چیلنج قبول نہ کر کے ثابت کر دیا ہے کہ ہمارے پاس علم نہیں صرف دعوے ہیں۔ میں سوچ رہا تھا کہ یہ ہاتھ دھو کر دعوت اسلامی کے پیچھے کیوں پڑی ہے۔ کبھی سبز عمامہ کو دجال کا لباس کہتی ہے (جس کا جواب میں نے- جون 2013 میں دے دیا ہے) اور کبھی ان کو اللہ کے ذکر سے تکلیف ہوتی ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔﴿وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾ اللہ کا ذکر زیادہ کرو تاکہ کامیاب ہو جاؤ۔ (سورہ الجمعہ:۱۰) غور کرنے سے یہ بات سمجھ میں آئی کہ یہ ایمان کے چور اور ,,دعوت اسلامی،، ایمان کی محافظ اور دین کی چوکیدار ہے اور چور کو سب سے زیادہ دشمنی چوکیدار سے ہوتی ہے جب تک چوکیدار جاگ رہا ہے چور اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکتا ,,دعوت اسلامی،، اپنی ڈیوٹی صحیح دے رہی ہے اور جاگ رہی ہے اس لئے ,,جماعت الدعوہ،، اسے اپنی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ سمجھتی ہے ,,دعوت اسلامی،، امام اہل سنت مجدد دین وملت امام احمد رضا رحمہ اللہ کا نام لیتی ہے اور آپ کے پیغام عشق رسول کو عام کرتی اور کہتی ہے۔

دل عشق محمد میں تڑپتا رہے ہر دم
سینے کو مدینہ میرے اللہ بنا دے
دیتا ہوں تجھے واسطہ پیارے نبی کا
امت کو خدایا رہ سنت پہ چلا دے
عطار سے لے محبوب کی سنت کی خدمت
ڈنکا یہ تیرے دین کا دنیا میں بجادے

,,دعوت اسلامی،، نے نوجوانوں کے دلوں میں عشق رسول کی شمع روشن کردی ہے وہ نوجوان جو اپنے ماں باپ کے کہنے سے نماز نہیں پڑھتے تھے پینٹ شرٹ پہنتے گانے سننے اور داڑھی منڈانے سے باز نہیں آتے تھے ,,دعوت اسلامی،، کے سنتوں بھرے ماحول میں آئے تو ایکا یک انقلاب آ گیا سفید لباس سر پر عمامہ داڑھی اور زلفیں رکھ لیں گانوں کی جگہ نعتوں نے لے لی اور پکے نمازی بھی بن کر دوسروں کو نمازی بنانے لگے وہ نوجوان جو چند دن پہلے بازار میں آوارہ پھرتا تھا یا بلند آواز سے گانے سن کر ہمسایوں کو تکلیف دیتا تھا اب مصلیٰ امامت پر کھڑا نماز پڑھا رہا ہے اور نماز کے بعد کتاب ہاتھ میں پکڑے پیارے نبی ﷺ کی سنتیں سکھا رہا ہے یہ امیر اہل سنت کی کرامت نہیں تو اور کیا ہے۔ در جوانی توبہ کردن شیوۂ پیغمبری اپنے نفس کے خلاف جہاد کرنا یہی تو جہاد اکبر ہے اور ,,دعوت اسلامی،، کا ہر فرد مجاہد ہے ماشاء اللہ جو بیک وقت تین محاذوں پر جنگ لڑ رہا ہے، بدعقیدگی ،بدعملی اور اپنے نفس کے ساتھ جہاد ان کا نعرہ ہی یہی ہے غیبت کے خلاف جنگ جاری رہے گی بدعقیدگی کے خلاف جنگ جاری رہے گی، بدعملی کے

خلاف جنگ جاری رہے گی پوری دنیا میں اس نعرے کی گونج ہے ہمارا مدنی مقصد مجھے اپنی اور تمام لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرنی ہے۔ میری زندگی کا مقصد تیرے دین کی سرفرازی میں اسی لئے مسلماں میں اسی لئے نمازی

صحابہ کرام جہاد سے واپس آئے تو نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا **قَدِمْتُمْ خير مقدم قَدِمْتُمْ مِنَ الجهادِ الاصغرِ اِلَى الجهادِ الاكبرِ فَمُجَاهَدَةُ العبدِ هَوَاهُ** خوش آمدید تمہارا آنا مبارک ہو تم چھوٹے جہاد سے بڑے جہاد کی طرف آئے ہو یعنی آدمی کا اپنے نفس سے جہاد کرنا۔ (جامع صغیر عربی حدیث 6107) اور یہی جہاد ,, جماعت الدعوہ،، کو اچھا نہیں لگتا کیونکہ وہ تو لوگوں کو عاشق رسول نہیں بلکہ عاشق ڈالر و ریال بنانا چاہتی ہے اسے تو لفظ عشق سے ہی چڑ ہے وہ سنتوں کی مخالف اور بدعتوں کو رواج دینے والی ہے ان کو عموماً کبھی سر پر ٹوپی یا عمامہ باندنے کی توفیق نہیں ہوئی نماز بھی ننگے سر اور بازار بھی ننگے سر بتائیں یہ کس کی سنت ہے؟

اور یاد رکھیں ان کا جہاد جہاد نہیں بلکہ فساد ہے کیونکہ جہاد کے لئے شرائط ہیں وہ ان میں مفقود ہیں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ جہاد فرض عین نہیں فرض کفایہ ہے نمازِ جنازہ کی طرح اور حکومت پاکستان نے اس کام کے لئے لاکھوں کی فوج رکھی ہوئی ہے ملکی بجٹ کا ایک وافر حصہ فوج پر خرچ ہو رہا ہے اور اگر جہاد فرض عین ہے تو قرآن و حدیث سے واضح دلیل پیش کریں اگر فرض عین ہے تو کیا ساری امت اس فریضہ کے ترک سے گمراہ ہو گئی ساری امت کو گمراہ سمجھنے والا خود گمراہ ہے کیونکہ وہ فرمان مصطفےٰ ﷺ کا منکر ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: **ان اللهَ لايَجْمَعُ امتى على ضلالة.** بیشک اللہ تعالیٰ میری امت کو گمراہی پر جمع نہیں فرمائے گا۔ (ترمذی حدیث 2167 ، ابن ماجہ 3950 مشکوۃ کتاب الایمان 173)

جہاد ایک بڑا اہم فریضہ ہے اس کے بغیر گزارہ نہیں جو قوم جہاد چھوڑ دیتی ہے وہ ذلیل ہو جاتی ہے۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ جس کا جب جی چاہے جہاد کا نعرہ لگا کر اٹھ کھڑا ہو جہاد کی شرائط میں سے یہ بھی ہے کہ وہ مسلمان حاکم کی اجازت سے ہو۔ اپنے آپ کو عامل بالقرآن والحدیث کہنے والے ثابت کریں صحابہ کرام نے کتنے جہاد اپنے حاکم اور امیر کی اجازت کے بغیر کئے تھے ایک مثال ہی پیش کر دیں کیا ان کو حکومت نے اجازت دی ہے اگر ایسا ہے تو اپنا اجازت نامہ پیش کریں ورنہ حرام موت نہ مریں اس لئے ان کا جہاد جہاد ہی نہیں نہ ان کو چندہ دینا جائز ہے۔

حدیث کا صحیح مفہوم: جو حدیث نسائی میں ہے اس کے الفاظ یہ ہیں۔ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت کی دو جماعتیں ایسی ہیں جنہیں اللہ نے آگ سے محفوظ رکھا ہے ایک وہ جماعت جو اہل ہند سے جنگ کرے گی اور دوسری جماعت جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہو گی۔ (نسائی کتاب الجہاد باب غزوۃ الہند حدیث 3123)

پہلی بات تو یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے غیب کی خبر دی ہے تو یہ بشارت اس جماعت کے لئے ہے جو علم غیب پر ایمان رکھتی ہے اور جو علم غیب کے عقیدہ کو شرک کہے اس کا اس کے ساتھ کیا تعلق ہو سکتا ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ اس حدیث کا مصداق محمد بن قاسم یا سلطان محمود غزنوی ہے یا جو بھی نبی کا غلام ہو کر جہاد کرے۔ جہاد کا فائدہ صرف اسی کو ہوتا ہے جس کا عقیدہ صحیح ہو بد عقیدہ اور منافق کے سب عمل بیکار ہیں

تلوار نفاق کو نہیں مٹا سکتی نجات کے لئے عقیدہ کی اصلاح ضروری ہے:

حضرت عتبہ بن عبد سُلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مقتولین تین طرح کے ہیں: وہ مومن جو اپنی جان و مال سے راہِ خدا میں جہاد کرے پھر جب دشمن سے ملے تو جہاد کرے حتیٰ کہ قتل کر دیا گیا نبی کریم ﷺ نے اس کے متعلق فرمایا: یہ اللہ کی رحمت میں ہے پاک صاف کیا ہوا عرش کے نیچے اللہ کے خیمہ میں حضرات انبیاء کو ان پر صرف درجہء نبوت کی وجہ سے فضیلت حاصل ہے۔ اور ایک وہ مومن جس نے اچھے بُرے مخلوط کام کئے اپنی جان و مال سے راہِ خدا میں جہاد کرے پھر جب دشمن سے ملے تو جہاد کرے حتیٰ کہ قتل کر دیا گیا نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اس شہادت میں صفائی ہے اس کے گناہ اور خطائیں مٹا دی گئیں تلوار خطاؤں کو مٹانے والی ہے اور وہ جنت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے۔ وَمُنَافِقٌ جَاهَدَ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ فَإِذَا لَقِيَ الْعَدُوَّ قَاتَلَ حَتَّى

يُقْتَلَ فَذَاكَ فِي النَّارِ إِنَّ السَّيْفَ لا يَمْحُوا النِّفَاقَ ۔ اورایک منافق جواپنی جان ومال سے جہاد کرے پھر جب دشمن سے ملے تو جہاد کرے حتی کہ قتل کردیا گیا تو یہ دوزخ میں ہے کیونکہ تلوار نفاق کو نہیں مٹاتی۔ (دارمی حدیث:۲۴۱۱ کتاب الجہاد مشکوۃ حدیث:۳۸۵۹ کتاب الجہاد)

یعنی جو اعتقادی منافق جہاد میں چلا جائے اور وہاں اسے سب کچھ خرچ کرنا پڑے تب بھی وہ دوزخی ہے کیونکہ ایمان شرط ہے اس لئے جب شرط ہی نہیں تو مشروط بھی نہیں جیسے وضو کے بغیر نماز مقبول نہیں ایسے ہی حضور ﷺ کی غلامی محبت اور وسیلہ کے بغیر کوئی عمل قابل قبول نہیں اس سے معلوم ہوا کہ منافق کسی نیکی سے جنت میں نہیں جاسکتا اللہ تعالیٰ اس دین کی فاجر و فاسق شخص کے ذریعے بھی مدد فرماتا ہے لہذا سب سے پہلے عقائد کی اصلاح ضروری ہے۔

محمد کی محبت دینِ حق کی شرط اوّل ہے
اسی میں ہو گر کچھ خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

بدعقیدہ کا انجام بُرا ہوتا ہے چاہے وہ صحابہ کرام کے ساتھ رہ کر جہاد کرے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ شَهِدْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ حُنَيْنًا فَقَالَ لِرَجُلٍ مِمَّنْ يُدَّعِي الإِسلامَ هٰذَا مِنْ أَهْلِ النَّارِ ہم غزوۂ حنین میں رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر تھے تو رسول اللہ ﷺ نے ایک ایسے شخص کے بارے میں جو اسلام کا دعویٰ کرتا تھا فرمایا: کہ یہ جہنمی ہے۔ جب میدانِ کارزار گرم ہوا تو اس شخص نے قتل وقتال میں بڑھ چڑھ کر کارگزاری دکھائی۔ پس وہ زخمی ہو گیا۔ بارگاہِ رسالت میں عرض کی گئی کہ جس شخص کے متعلق آپ نے فرمایا تھا کہ وہ جہنمی ہے آج کافروں سے بڑی جان توڑ کر لڑا اور مر چکا ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: وہ جہنمی ہے۔ راوی کہتے ہیں: بعض صحابہ اس فرمان کی تہہ تک نہ پہنچ سکے۔ اسی اثناء میں کسی نے کہا کہ وہ مرا نہیں بلکہ سخت زخمی ہے۔ جب رات ہوئی تو وہ زخم پر صبر نہ کرسکا اور خودکشی کر لی۔ جب رسول اللہ ﷺ کو یہ بات بتائی گئی تو آپ نے نعرۂ تکبیر بلند کیا:

اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَشْهَدُ اَنِّي عَبْدُ اللهِ وَرَسُولُهُ ثُمَّ اَمَرَ بِلالًا فَنَادَى بِالنَّاسِ اِنَّهُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ اِلَّا نَفْسٌ مُسْلِمَةٌ وَاِنَّ اللهَ لَيُؤَيِّدُ هٰذَا الدِّيْنَ بِالرَّجُلِ الْفَاجِرِ ۔

اور کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ بیشک میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔ پھر آپ نے حضرت بلال کو لوگوں میں یہ اعلان کرنے کا حکم فرمایا، کہ جنت میں مسلمان کے سوا کوئی داخل نہ ہوگا اور اللہ تعالیٰ اس دین کی فاجر و فاسق شخص کے ذریعے بھی مدد فرماتا ہے۔

(بخاری حدیث:۳۰۶۲ کتاب الجہاد باب، مسلم حدیث:۱۱۱ کتاب الایمان ،مشکوۃ ۵۸۹۲ کتاب الفضائل باب المعجزات)

یعنی بغیر ایمان اور عقیدہ صحیحہ کوئی نیکی جنت میں پہنچنے کا ذریعہ نہیں تمام نیکیوں کی درستی کے لئے ایمان ایسا ہی ضروری ہے جیسے نماز کے لئے وضو یا جیسے درخت کی سرسبزی کے لئے جڑ کا درست ہونا۔

بہر حال وہ حرام موت مرا یا کافر ہو کر مرا یا فاسق ہو کر ظاہر یہ ہے کہ کافر ہو کر مرا ظاہری حالت لوگوں نے دیکھ لی کہ اس نے خودکشی کی دل کی حالت کی خبر حضور ﷺ نے دے دی اُس کا یہ کام اُس کے دلی کفر کی علامت بن گیا خیال رہے کہ خودکشی حرام ہے اور خودکشی کرنے والا حرام موت مر کر دوزخ کا مستحق ہے۔ اگر ایمان پر مرا ہے تو بہت عرصہ دوزخ میں رہے گا اور اگر کافر مرا ہے تو ہمیشہ رہے گا حضور ﷺ کا یہ فرمان کہ یہ اہل نار ہے دونوں کو شامل ہے۔

یہ بات قابل غور ہے کہ بدعقیدہ اگر نبی کریم ﷺ اور صحابہ کے ساتھ رہ کر بھی جہاد کرے تو اس کو کوئی فائدہ نہیں اس لئے کہ جہاد کی شرائط مفقود ہیں وہ ایمان ہے معلوم ہے کہ بدعقیدہ کا جہاد جہاد ہی نہیں تمام نیک اعمال کے لئے ایمان کی شرط ایسے ہے جیسے نماز کے لئے وضو اگر وضو کے بغیر ساری عمر بھی نماز پڑھتا رہے قبول نہیں ہوگی۔ اسی طرح آج جو لوگ جہاد کے نام پر چندہ اکٹھا کر کے کوٹھیاں بنا رہے ہیں وہ پہلے اپنا شرعی جہاد تو

ثابت کریں یہ لوگ قبلہ کو پشت کر کے نماز پڑھ رہے ہیں اور وہ بھی بغیر وضو کے یہ تو انہیں قیامت کے دن پتہ چلے گا کہ گستاخی رسول کی وجہ سے ہمارے ایمان کا وضو ٹوٹ گیا تھا۔ اگر جہاد کا شوق ہے تو پہلے نبی کریم ﷺ سے تعلق پیدا کریں اور ان کی گستاخیوں سے توبہ کریں ورنہ یاد رکھیں کہ تلوار نفاق کو نہیں مٹا سکتی

محمد کی محبت دینِ حق کی شرط اوّل ہے — اسی میں ہو گر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے
محمد کی غلامی ہے سند آزاد ہونے کی — خدا کے دامنِ توحید میں آباد ہونے کی

گھر کی گواہی: اہل حدیث عالم قاری عبدالحفیظ کا انکشافاتی انٹرویو

س آپ عوامی اجتماعات میں سخت اور نامناسب الفاظ استعمال کرتے ہیں اور ضیاء الحفیظ شہید کے قتل کا ذمہ دار مرکز الدعوہ اور اس کی قیادت کو ٹھہراتے ہیں آپ کے پاس کیا ثبوت ہے۔

ج اصل واقعہ یہ ہے کہ ۲۵ اگست ۱۹۹۱ کو ان لوگوں نے میرے بیٹے ضیاء الحفیظ کو قتل کیا۔ جس جگہ ان لوگوں نے اپنا معسکر بنایا ہے وہاں کسی مخالف سے دوبدو جھڑپ کا کوئی خدشہ نہیں دھوکہ ہے دھوکہ، عوام کی آنکھوں میں دھول جھونکی جارہی ہے۔ کاروباری مقاصد کے لئے کی جانے والی کوشش کو جہاد کا نام دیا جارہا ہے۔ ناول نگاری اور افسانہ نگاری کی طرز پر جھوٹی نمبل سٹوریاں اپنے رسالے میں شائع کرتے ہیں۔ قطعاً کوئی دشمن کی گولی سے شہید نہیں ہوتا یہ دھوکہ دیتے ہیں۔ عطاء اللہ نامی لڑکے کو دریا میں اٹھا کر لے گئے اور اسے بیچ منجدھار میں لے جا کر چھوڑ دیا اور لکھ دیا کہ تقریباً شہید ہوا۔ مولوی عبدالرشید راشد کے بچے عبدالرؤف جانباز کو اس طرح مارا کہ وہ کتاب پڑھتے ہوئے جارہا تھا ان کی اپنی ایک چھوٹی سی توپ ہے اسی میں سے ایک گولہ نکلتا ہے اس کے لگتے ہی وہ دریا میں گر جاتا ہے۔ اسی طرح مولوی عبدالرفیق سلفی اور دیگر بچوں کو مارتے رہے ہیں۔

س اگر آپ کی بات صحیح بھی مان لیں تو ان بچوں کے قتل سے ان کو کیا فائدہ پہنچ رہا ہے۔

ج یہ وسائل گاڑیاں ائیرکنڈیشن دفاتر دولت یہ سب انہی شہداء کے قتل کی قیمت ہی تو ہے جو انہوں نے عربوں اور پاکستان کے سادہ لوح اہل حدیثوں سے وصول کی ہے۔ یہی فائدہ ہے بچوں کے قتل کا مسقط، بحرین، کویت اور دیگر ممالک میں ان کے بینک بیلنس موجود ہیں۔ حقیقت یہی تھی کہ احمد مسعود نامی انہی کے ایک لڑکے کی فائرنگ سے میرا بچہ شہید ہوا اس نے دو فائر کئے آپ بھی سمجھتے ہیں کہ اگر ایک فائر ہو تو اسے قتل خطاء کہا جاتا ہے لیکن دو فائر سے تو قتل خطاء والی بات نہیں رہتی۔

س شرعی اصطلاح میں جہاد کن معنوں میں استعمال ہوتا ہے؟

ج جد و جہد کے معنی میں کوشش کے معنی میں ہاتھ، زبان اور قلم سے کی جانے والی ہر کوشش کو جہاد کہا جاتا ہے جس کا مقصد اللہ کے دین کی سر بلندی ہو، جہاد کے مفہوم کو ایک خاص مقصد کے تحت محدود کیا جارہا ہے اور وہ خاص مقصد دولت اکٹھی کرنا ہے یہ جہاد نہیں ان کا کاروبار ہے اگر یہ واقعی جہاد سمجھتے ہیں تو ان میں سے کسی کا بچہ وہاں شہید ہوا ہوتا کوئی زخمی ہوا ہوتا لیکن اپنے بچوں کو بچا کر رکھتے ہیں دوسروں کے بچوں کو مرواتے ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ خود اس کام میں مخلص نہیں عوام اہل حدیث بڑی سادہ لوح ہے انہوں نے گہرائی میں جا کر نہیں دیکھا کہ کیا ہو رہا ہے کوئی لمبی داڑھی رکھ لے یا شلوار ٹخنوں سے اوپر کر لے بس اس پر اعتماد کر لیں گے خواہ وہ پوری جماعت کو بیچ کر کھا جائے اسے کچھ نہیں کہیں گے ان لوگوں نے اپنی شلواریں پنڈلیوں تک لوگوں کو دکھانے کے لئے کی ہیں ان کے نزدیک بس سارا تقویٰ اسی میں ہے۔ (دیکھو) (وہابیوں کا ماہنامہ ,,صراط مستقیم،، ۲۰۰۰ء کا اور اہل سنت کا ماہنامہ الحقیقہ دسمبر ۲۰۰۰)

نہ تم صدمے ہمیں دیتے نہ ہم یوں فریاد کرتے — نہ کھلتے راز سربستہ نہ یوں رسوائیاں ہوتیں

مزید سوالات کے جواب کیلئے رابطہ: نصر اللہ مدنی 03328028182-03045346050

اسلام علیکم

رئیس المجاہدین الحاج صاحبزادہ مولانا محمد نور المصطفیٰ رضوی صاحب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انسان کی فطرت میں یہ بات شامل ہے کہ ہر نووارد سے ملنے پر اس کے دل میں محبت اور یگانگت کے جذبات پیدا ہو جاتے ہیں اور وہ اپنے جذبات محبت کے اظہار کے لئے کوئی نہ کوئی طریقہ اختیار کرتا ہے۔ دین اسلام میں اس کے لئے "السلام علیکم" کے الفاظ مقرر ہیں۔ مسلمان دنیا کے کسی خطے سے تعلق رکھتا ہو، جب بھی منہ سے 'السلام علیکم' کے الفاظ نکالتا ہے، سننے والوں کے دلوں میں اپنائیت اور اخوت و محبت کے جذبات موجزن ہو جاتے ہیں۔

السلام علیکم کے لفظی معنی ہیں 'تم پر سلامتی ہو' اللہ تعالیٰ تمہیں امن و امان میں رکھے۔ جب ایک مسلمان دوسرے مسلمان بھائی کو سلام کہتا ہے تو وہ اسے اس حقیقت سے آگاہ کرتا ہے کہ میں اللہ کریم کی بارگاہ میں تمہاری سلامتی اور عافیت کی دعا کر رہا ہوں تم میری طرف سے بے فکر ہو جاؤ، میں تمہیں نقصان نہیں پہنچاؤں گا۔ اسلام اپنے پیروکاروں کے درمیان محبت و اخوت اور یگانگت پیدا کرنا چاہتا ہے تا کہ سارے مسلمان ایک دوسرے کی خیر خواہی اور ہمدردی کے جذبات سے سرشار ہوں اور ایک دوسرے کے مونس و غم خوار بن جائیں۔

سلام کس قدر پسندیدہ چیز ہے اس کا اندازہ اس امر سے ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن خود اہل جنت کو سلام ارشاد فرمائے گا۔ اسی طرح جنتی لوگ جب جنت میں داخل ہونے لگیں گے تو دروازوں پر متعین فرشتے انہیں سلام کہیں گے۔ قرآن مجید میں ارشاد باری ہے:

وسیق الذین اتقوا ربھم الی الجنۃ زمراً حتیٰ اذا جاء وھا و فتحت ابوابھا و قال لھم خزنتھا سلٰم علیکم طبتم فادخلوھا خلدین ○ (الزمر ۳۹۔۷۳)

ترجمہ: اور جو اپنے رب سے ڈرتے تھے ان کی سواریاں گروہ گروہ جنت کی طرف چلی جائیں گی یہاں تک کہ جب وہاں پہنچیں گے اور اس کے دروازے کھلے ہوں گے اور اس کے داروغہ ان سے کہیں گے سلام تم پر تم خوب رہے تو جنت میں جاؤ ہمیشہ رہنے (کنز ایمان)

''سلام'' اللہ کریم کے مقدس ناموں میں سے ایک نام بھی ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے:

ھو اللہ الذی لا الہ الا ھو الملک القدوس السلم المومن المھیمن العزیز الجبار المتکبر (الحشر:۵۹:۲۳)

ترجمہ: وہی ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں بادشاہ۔ نہایت پاک سلامتی دینے والا۔ امان بخشنے والا۔ حفاظت فرمانے والا عزت والا، تکبر والا، عظمت والا

آپس میں سلام کی افادیت کا اندازہ اس بات سے بخوبی کیا جا سکتا ہے کہ شعائر اسلام میں سے ہے، رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ

وسلم سے ایک شخص نے دریافت کیا کہ کون سا اسلام بہتر ہے،آپ نے فرمایا'' کھانا کھلانا اور ہر واقف ناواقف کوسلام کہنا''۔

اس حدیث کا صاف اور صریح مطلب یہ ہے کہ ہمیں صرف واقف لوگوں کو ہی سلام کرنے کا حکم نہیں، بلکہ ناواقف کو بھی سلام کہنا لازمی ہے۔

حدیث مبارکہ ملاحظہ فرمائیں۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے سلام کو حقوق العباد میں شمار کیا ہے:

(عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حق المسلم علی المسلم خمس ردالسلام و عیادۃ المریض و اتباع الجنائز و اجابۃ الدعوۃ و تشمیت العاطس)۔(رواہ البخاری)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ایک مسلم کے دوسرے مسلم پر پانچ حق ہیں۔سلام کا جواب دینا، بیمار کی عیادت کرنا، جنازے کے ساتھ جانا،دعوت قبول کرنا اور چھینک آنے پر یرحمک اللہ کہہ کر اس کے لئے دعا رحمت کرنا۔

حقوق العباد کے بارے میں ہر مسلمان جانتا ہی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے حقوق میں کوتاہی تو معاف کردے گا،لیکن اس شخص کو معاف نہ کرے گا جو حقوق العباد میں کوتاہی کا مرتکب ہوگا جب تک وہ شخص جس کے حقوق پامال ہوئے ہیں خود معاف نہ کردے۔

سلام کہنے میں پہل کرنے والا شخص سعادت مند ہے۔حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا فرمان ہے کہ''سب لوگوں میں سے اللہ تعالیٰ سے زیادہ قریب وہ شخص ہے جو سلام کرنے میں پہل کرے'' آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہی کا ارشاد گرامی ہے کہ''سلام میں پہل کرنے والا تکبر سے پاک ہوتا ہے''۔آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ایک موقع پر صحابہ کرام سے فرمایا:

''جو سلام میں پہل کرے گا وہ افضل ہے''۔

اسی طرح آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ'' دو مسلمان بھائیوں کو تین دن سے زیادہ ایک دوسرے سے ناراض نہیں رہنا چاہئے اور ان دونوں میں سے اللہ کو زیادہ محبوب وہ ہوگا جو سلام کرنے میں پہل کرے گا یعنی اپنے روٹھے ہوئے بھائی کو منانے میں پہل کرے گا۔بعض اوقات ہم اسے عزت ووقار کا مسئلہ بنالیتے ہیں،دل سے ہم چاہتے ہیں کہ ہماری بول چال شروع ہوجائے۔لیکن ہم ڈرتے ہیں کہ اگر ہم نے بات کرنے میں پہل کی تو اس سے ہماری سبکی ہوگی۔حالانکہ ایک اچھے کام میں پہل کرنا سبکی کا باعث نہیں عزت وتوقیر کا باعث ہوتا ہے۔

ہمیں چاہئے کہ جہاں تک ہوسکے زیادہ سے زیادہ لوگوں کو''السلام علیکم'' کہیں۔حضرت آدم علیہ السلام نے اللہ کریم پر فرشتوں کو السلام علیکم کہا،تو انہوں نے جواب میں وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہا۔اللہ کریم نے حضرت آدم علیہ السلام سے فرمایا:

''یہ تمہارے اور تمہاری اولاد کیلئے سلام ہے''

ارشادنبوی ہے:

''آپس میں سلام پھیلاؤ''۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مسلمانوں سے مخاطب ہو کر فرمایا:

''تم ہرگز جنت میں داخل نہ ہو گے جب تک تمہارا دل نور ایمان سے منور نہ ہو اور تم اس وقت تک ایمان والے نہ بن سکو گے۔ جب تک آپس میں محبت نہ کرنے لگو، کیا میں تمہیں ایک بات نہ بتاؤں کہ جس کے کرنے سے تمہاری باہمی محبت میں اضافہ ہو جائے گا؟ وہ یہ کہ'' آپس میں سلام کرنے کو زیادہ سے زیادہ رواج دو''۔

حقیقت یہ ہے، جس قدر ہم اپنے معاشرے میں سلام کو رواج دیں گے اسی قدر ہم میں باہمی محبت پیدا ہو گی ہم اس بات کی پرواہ نہ کریں کہ یہ شخص تو ہمارا واقف ہی نہیں اسے سلام کیسے کریں۔

حضرت طفیل بن ابی کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے پاس جایا کرتا تھا اور آپ مجھے ساتھ لے کر صبح کے وقت بازار کی طرف نکل جاتے تھے۔ جس دکاندار، مسکین یا کسی اور آدمی کے پاس سے گزرتے اسے سلام کہتے اور ایک میں معمول کے مطابق حضرت عبداللہ کے پاس گیا تو وہ مجھے بازار لے جانے لگے میں نے کہا کہ آپ ہر روز کیوں بازار جاتے ہیں؟ نہ کچھ خریدتے ہیں نہ کسی چیز کا نرخ دریافت کرتے ہیں، نہ کوئی سودا کرتے ہیں اور نہ ہی وہاں کسی مجلس میں شریک ہوتے ہیں آیئے یہیں بیٹھ کر باتیں کریں، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ بھئی ہم تو وہاں صرف سلام کرنے جاتے ہیں اور ہر اس شخص کو سلام کرتے ہیں جو ہمیں ملتا ہے۔

عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ بعض لوگ سلام کرنے میں بخل سے کام لیتے ہیں۔ اور اگر انہیں سلام کیا جائے تو جواب نہیں دیتے ان کے اس رویے سے ہمیں بددل نہیں ہونا چاہئے بلکہ ان پر ترس کھانا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں غرور اور تکبر کے مرض میں مبتلا کر رکھا ہے اور ساتھ ہی اللہ تعالیٰ کا شکر بھی ادا کرنا چاہئے کہ اس نے ہمیں ایک اچھی عادت اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائی رسول کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا فرمان ہے:

''وہ شخص سب بخیلوں سے بڑھ کر بخیل ہے جو لوگوں کو سلام کرنے میں بخل کرتا ہے''۔

قرآن مجید میں ارشاد ربانی ہے:

واذا حییتم بتحیة فحیوا باحسن منھا اوردوھا (النساء۴:۸۶)

ترجمہ: اور جب تمہیں کوئی کسی لفظ سے سلام کرے تو تم اس سے بہتر لفظ جواب میں کہو یا وہی کہہ دو (کنزایمان)

اس آیت میں ہمیں یہ تعلیم دی گئی ہے کہ جب ہمیں سلام کیا جائے تو ہم اس سے بہتر طور ہر سلام کا جواب دیں یا اسی کو لوٹا دیں۔

اس فرمان الٰہی کی روشنی میں ہمیں کوشش کرنی چاہئے کہ جو شخص ہمیں سلام کرنے میں پہل کر جائے ہم کچھ اضافے کے ساتھ اسے سلام کا

جواب دیں۔ اگر اس نے ''السلام علیکم'' کہا ہے تو ہم جواب میں ''وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ'' کہیں اور اس نے رحمۃ اللہ کا لفظ استعمال کیا ہو تو ہم ساتھ ''وبرکاۃ'' کا اضافہ کریں یعنی ہم اخوت ومحبت اور یگانگت کے جذبات کے جواب میں بہتر جذبات محبت واخوت کا مظاہرہ کریں۔

بعض اوقات ایسے لوگوں سے بھی واسطہ پڑتا ہے جو بظاہر تو سلام کہیں گے لیکن الفاظ کے ہیر پھیر یا لہجے کے اتار چڑھاؤ میں بدنیتی کی ملاوٹ کریں گے۔ ایسے لوگوں کے سلام کا جواب کیسے دیا جائے۔ اسے سمجھنے کیلئے حدیث کی کتابوں میں حسب ذیل واقعہ درج ہے۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ یہود کے ایک گروہ نے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے پاس حاضر ہونے کی اجازت طلب کی، جب اجازت مل گئی تو وہ اندر آئے اور انہوں نے ''السام علیکم'' کہا (سام کے معنی عربی میں موت کے ہیں اس لئے ''السام علیکم'' کے معنی ہوئے تمہیں موت آئے) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کی شرارت بھانپ گئیں۔ انہیں سخت طیش آیا۔ انہوں نے یہود سے کہا ''حضور نہیں، بلکہ تمہیں موت آئے اور تم پر اللہ کی لعنت ہو''۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا ''عائشہ صبر کرو! اللہ نرم خو ہے اور نرم خوئی کو پسند فرماتا ہے''

حضرت عائشہ صدیقہ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کیا آپ نے نہیں سنا، انہوں نے کیا کہا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ''کیا تو نے نہیں سنا، میں نے انہیں کیا جواب دیا ہے۔ میں نے وعلیکم کہہ ان کی بددعا انہی پر لوٹا دی ہے۔ اب جو بددعا انہوں نے مجھے دی۔ وہ تو اللہ تعالیٰ کے ہاں قبول نہ ہوگی۔ اور جو کچھ میں نے ان کے حق میں کہا ہے۔ وہ قبول ہو جائے گا''

اسلامی تعلیمات کی روشنی میں باہر سے گھر میں داخل ہونے والا اہل خانہ کو سلام کہے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

''اے بیٹے جب گھر میں داخل ہو تو گھر والوں کو سلام کہہ۔ یہ تیرے اور گھر والوں کے لئے باعث برکت ہے''

قرآن کریم میں ارشاد خداوندی ہے:

فاذا دخلتم بیوتاً فسلموا علیٰ انفسکم تحیۃ من عند اللہ مبٰرکۃ طیبۃ (النور ۲۴:۶۱)

ترجمہ: پھر جب کسی گھر میں جاؤ تو اپنوں کو سلام کرو ملتے وقت کی اچھی دعا اللہ کے پاس سے مبارک پاکیزہ۔ (کنز الایمان)

رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا:

''جب تم میں سے کوئی اپنے بھائی سے ملے تو اسے سلام کہے پھر اگر ان کے درمیان کوئی درخت یا دیوار ہو جائے تو دوبارہ ملنے پر پھر سلام کہے'' (ابوداؤد)

آپس میں سلام کہنے کی اہمیت وافادیت جان لینے کی بحیثیت مسلمانہ ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم زیادہ سے زیادہ سلام کو عام کریں اور نیکیوں کا وسیع ذخیرہ اپنے نامہ اعمال میں شامل کر کے دنیا وآخرت کی کامیابی وفلاح حاصل کریں۔

نماز حنفی

﴿محقق دوراں جناب مفتی حافظ نصر اللہ صاحب مدنی آسوی﴾ (قسط دوم)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سینہ پر ہاتھ باندھنے والی احادیث پر بحث ونظر

عن وائل انہ رأی النبی ﷺ وضع یمینہ علی شمالہ ثم وضعھا علی صدرہ

حضرت وائل بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے دیکھا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھا۔(سنن کبریٰ بیہقی

اس حدیث کے متعلق علامہ ابن ترکمانی فرماتے ہیں: اس حدیث کی سند میں محمد بن حجر ہے ذہبی کہتے ہیں کہ وہ اپنے چچا سعید سے منکر روایات بیان کرتا ہے اور ایک راوی ام جبار ہے یہ غیر معروف ہے۔

نیز امام بیہقی نے کہا اس حدیث کو مؤمل نے بھی روایت کیا ہے کہ صاحب کمال نے ذکر کیا ہے اس مؤمل کے متعلق یہ کہا گیا ہے کہ اس نے اپنی حدیث کی کتابیں دفن کر دیں تھیں اور وہ محض اپنے حافظہ سے احادیث نقل کرتا تھا اور یہ شخص کثیر الخطاء تھا اور میزان میں ہے امام بخاری نے کہا یہ منکر الحدیث تھا۔ (الجوہر النقی علی البیہقی ص2/32-30-)

خلاصہ یہ کہ سینہ پر ہاتھ باندھنے والی تمام احادیث سنداً ضعیف ہیں اور ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے والی احادیث میں سے صرف ایک حدیث کی سند کو امام بیہقی نے ضعیف کہا ہے حالانکہ یہ حدیث متعدد اسانید سے ثابت ہے اس لئے یہ حدیث راجح ہے نیز فقہاء احناف نے دونوں حدیثوں پر عمل کیا ہے مردوں کے حق میں ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے والی احادیث پر عمل کیا ہے کیونکہ اس میں زیادہ ادب اور زیادہ تواضع اور تذلل ہے اور عورتوں کے حق میں سینہ پر ہاتھ باندھنے والی احادیث پر عمل کیا ہے کیونکہ عورتوں کے لئے اس میں زیادہ ستر ہے۔(شرح مسلم سعیدی 1/1122)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اے ابن حجر۔۔۔۔۔عورت بوقت نماز اپنے دونوں ہاتھ اپنے سینے کے برابر کرے۔(مجمع الزوائد ج1ص182)

امام کے پیچھے قراءت کا حکم: مقتدی خاموشی سے قرآن سنیں: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:-

﴿وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ﴾

اور جب قرآن پڑھا جائے تو اسے کان لگا کر سنو اور خاموش رہو کہ تم پر رحم ہو۔ سورۃ الاعراف آیت نمبر(۲۰۴) پارہ نمبر ۹ رکوع نمبر (۱۴)

امام الوہابیہ قاضی محمد بن علی الشوکانی کا نظریہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے نماز پڑھی آپ کے پیچھے ایک قوم نے قراءت کی پس یہ آیت نازل ہوئی ﴿اور جب قرآن پڑھا جائے تو اسے کان لگا کر سنو اور خاموش رہو کہ تم پر رحم ہو۔﴾ (فتح القدیر، از قاضی محمد بن علی الشوکانی، سورۃ الاعراف آیہ نمبر ۲۰۴)

صحابی رسول حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا نظریہ: حضرت بشیر بن جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھی تو انہوں نے کچھ لوگوں کو امام کے ساتھ پڑھتے ہوئے سنا۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا کیا ابھی وقت نہیں آیا کہ تم اس آیت

کا مفہوم سمجھو

﴿ وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ﴾

اور جب قرآن پڑھا جائے تو اسے کان لگا کر سنو اور خاموش رہو کہ تم پر رحم ہو۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا۔

(تفسیر ابن کثیر جلد ۲ ص ۲۹۲ مطبوعہ دار المعرفہ بیروت-لبنان (سورۃ الاعراف آیت ۲۰۴) تفسیر الطبری، تفسیر روح المعانی)

غیر مقلدین کی مانیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے مقابلے میں: غیر مقلدین کہتے ہیں رکوع میں شامل ہونے والے کی وہ رکعت نہیں ہوتی جبکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم فرمارہے ہیں وہ رکعت ہو جاتی ہے۔ چنانچہ نواب صدیق حسن خاں غیر مقلد نے اپنی کتاب ,,دلیل الطالب،، میں حدیث کا انکار کرتے ہوئے صاف لکھ دیا ,, کہ امام کے ساتھ رکوع میں ملنے والا دہ رکعت دوبارہ پڑھے اس کی وہ رکعت نہیں ہوئی۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا مقابلہ نہیں تو اور کیا ہے؟ اسی طرح محمد اقبال کیلانی صاحب غیر مقلد اپنی کتاب ,,نماز کے مسائل،، کے ص: 78 مسئلہ: 191 پر لکھتے ہیں: رکوع میں شامل ہونے والے نمازی کو اپنی رکعت دوبارہ ادا کرنی چاہئے۔

امام کے ساتھ رکوع میں ملنے والے کی وہ رکعت مکمل ہے: إِذَا جِئْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ وَنَحْنُ سُجُودٌ فَاسْجُدُوا وَلَا تَعُدُّوهَا شَيْئاً وَمَنْ أَدْرَكَ الرَّكْعَةَ فَقَدْ أَدْرَكَ الصَّلَاةَ، وفي لفظ له- مَنْ أَدْرَكَ الركوعَ أَدْرَكَ الركعةَ،

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: جب تم نماز کے لئے آؤ اور ہم سجدہ میں ہوں تو تم بھی سجدہ کرو اور کچھ شمار نہ کرو اور جس نے رکوع پالیا اس نے رکعت پالی۔ (الارواء الغلیل از ناصر الدین البانی (جلد ۲ رقم الحدیث ۴۹۶) اس حدیث کو غیر مقلد محدث ناصر الدین البانی نے الارواء الغلیل میں صحیح قرار دیا ہے۔ (ابوداود حدیث ۸۹۳ کتاب الصلاۃ باب فی الرجل یدرک الامام ساجدا کیف یصنع۔ مشکوۃ حدیث ۱۱۴۳ کتاب الصلاۃ باب ما علی الماموم، سنن الکبری للبیہقی ۲۴۰۷ جلد ۲ ص ۸۹ باب ادراک الامام فی الرکوع)

معلوم ہوا کہ امام کی فاتحہ مقتدی کے لئے کافی ہے اور مقتدی پر سورہ فاتحہ پڑھنا فرض نہیں ورنہ فرض رہ جانے پر رکعت نہ ملتی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری نماز جس میں آپ نے سورہ فاتحہ نہیں پڑھی: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اس مرض میں مبتلا ہوئے جس میں آپ کا انتقال ہوا حضرت بلال رضی اللہ عنہ خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور نماز کے متعلق خبر دی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابوبکر کو حکم دو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے چنانچہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نکلے اور لوگوں کو نماز پڑھائی پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مرض میں کچھ تخفیف محسوس کی چنانچہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم دو آدمیوں کے سہارے نماز کے لئے نکلے اور آپ کے قدم مبارک زمین پر نشان بنا رہے تھے جب لوگوں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو دیکھا تو انہوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خبردار کرنے کے لئے سبحان اللہ کہا جب حضرت ابوبکر پیچھے ہٹنے لگے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اشارہ کیا کہ اپنی جگہ پر کھڑے رہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دائیں طرف بیٹھ گئے اور حضرت ابوبکر اپنی جگہ پر کھڑے رہے اب حضرت ابوبکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء کر رہے تھے اور صحابہ حضرت ابوبکر کی اقتداء کر رہے تھے

ق حضرت ابن عباس فرماتے ہیں وَأَخَذَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم مِنَ الْقِرَاءَةِ مِنْ حَيْثُ كَانَ بَلَغَ أَبُو بَكْرٍ قَالَ: فَمَاتَ رَسُولُ الله صلى الله عليه وسلم في مَرَضِهِ ذَلِكَ. حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جہاں سے قراءت چھوڑی تھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اس سے آگے قراءت شروع کر دی فرمایا اسی مرض میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہو گیا۔ ابن ماجہ حدیث: ۱۳۳۵ کتاب اقامۃ الصلاۃ باب ما جاء فی

صلاۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی مرضہ اس حدیث کو ناصر الدین البانی غیر مقلد نے حسن کہا ہے۔ (مسند احمد بن حنبل حدیث ۳۳۳۰/۳۳۳۵)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری نماز سے ثابت ہوا کہ آپ نے خود سورہ فاتحہ نہیں پڑھی بلکہ حضرت ابوبکر کی پڑھی ہوئی فاتحہ کو اپنے لئے کافی سمجھا اور اس سے آگے کی قراءت شروع کردی۔ جس سے روز روشن کی طرح واضح ہوگیا کہ جماعت کی نماز میں امام کی فاتحہ سب کے لئے کافی ہے۔ اب جو لوگ کہتے ہیں کہ سورہ فاتحہ سب کے لئے ضروری ہے چاہے امام ہو یا مقتدی اور جو سورہ فاتحہ نہ پڑھے اس کی نماز نہیں ہوتی میں اُن سے سوال کرتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ رکعت جس میں آپ نے فاتحہ نہیں پڑھی ہوئی یا نہیں اگر کوئی کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز نہیں ہوئی (نعوذ باللہ) تو ایمان جاتا رہا اگر کہے کہ ہوگئی تو میں پوچھتا ہوں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز ہوگئی تو اُمتی کی نماز کیوں نہیں ہوتی؟

امام کی قراءت کے وقت خاموشی کا حکم سورہ فاتحہ کو بھی شامل ہے: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ صَلّٰی رَکْعَۃً فَلَمْ یَقْرَأْ فِیْهَا بِاُمِّ الْقُرْآنِ فَلَمْ یُصَلِّ إِلَّا وَرَاءَ الإمامِ ،

جس نے ایک رکعت نماز پڑھی اور اس میں سورہ فاتحہ نہ پڑھی تو گویا اس نے نماز ہی نہ پڑھی البتہ امام کے پیچھے ہو (یعنی امام کے پیچھے فاتحہ پڑھنے کی ضرورت نہیں)۔ (طحاوی ۱/۲۱۸) ترمذی حدیث ۳۱۳، ﴿امام ترمذی نے فرمایا ھذا حدیث حسن صحیح﴾ موطا امام مالک ص۸۴ موطا امام محمد ص۹۰ حدیث ۱۱۳)

اس حدیث کے متعلق شیخ ناصر البانی غیر مقلد لکھتے ہیں اس کی سند صحیح ہے۔ (سلسلہ احادیث الضعیفہ رقم الحدیث ۹۹۲ کے تحت دیکھو)

یہ حدیث مرفوع و موقوف دونوں طرح آئی ہے ترمذی میں موقوف اور طحاوی میں مرفوع ہے۔

☆اس حدیث میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے سورہ فاتحہ کا مسئلہ بالکل واضح فرمادیا کہ منفرد (تنہا نماز پڑھنے والا) ہر رکعت میں سورہ فاتحہ پڑھے گا۔

حضرت عبد اللہ بن شداد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ کَانَ لَهٗ إِمامٌ فَقِرَاءَۃُ الإمامِ لَهٗ قِرَاءَۃٌ ، جس کا کوئی امام ہو تو اس کی تلاوت مقتدی کی تلاوت ہے۔

یہ حدیث حضرت جابر، حضرت عبد اللہ بن شداد حضرت عبد اللہ بن عمر حضرت ابوسعید خدری، حضرت ابو ہریرہ، حضرت عبد اللہ بن عباس، حضرت حضرت عبد اللہ بن مسعود، حضرت انس اور حضرت علی رضی اللہ عنہم سے مروی ہے۔ مصنف ابن ابی شیبہ حدیث ۳۷۷۹ جلد ۱ ص۳۳۰ باب من کرہ القراءۃ خلف الامام

ابن ماجہ حدیث ۸۵۰ کتاب إقامۃ الصلاۃ باب إذا قرأ الإمامُ فَأَنْصِتُوْا۔ دار قطنی ۱/۳۲۳ حدیث ۱۲۵۰ موطا امام محمد حدیث ۱۱۷ طحاوی ۱/۲۱۷) حلیۃ الاولیاء ۷/۳۸۹ حدیث نمبر ۱۰۹۵۷ طبع جدید، زوائد البوصیری ۲/۳۳۳ رقم الحدیث ۱۳۳۰، المعجم الاوسط جلد ۸ رقم الحدیث ۷۵۷۵، مجمع الزوائد ۲/۱۱۱، مصنف عبد الرزاق رقم الحدیث: ۲۷۹۷، مسند احمد ۳/۲۹۵ رقم الحدیث ۱۴۲۳۳، السنن الکبری للبیہقی ۲/۱۶۰-۱۶۱، کامل ابن عدی ۲/۲۰۷، شرح مسند ابی حنیفہ ص: ۳۰۷، و رواہ الحاکم بسندہ منتقی الأخبار عبد السلام ابن تیمیہ حدیث ۱۰۹ کتاب صفۃ الصلاۃ باب ما جاء فی قراءۃ المأموم وإنصاته نیل الاوطار شوکانی ، صفۃ صلاۃ النبی ﷺ للألبانی ص(۹۸)

اس حدیث کے متعلق شیخ ناصر البانی غیر مقلد لکھتے ہیں وھو حدیث صحیح عندنا له طرق کثیرۃ جدا یہ حدیث ہمارے نزدیک صحیح ہے یہ حدیث بہت سے طرق سے مروی ہے میں نے اس کو اپنی کتاب ((الارواء حدیث نمبر ۴۹۳-۵۰۰) پر درج کیا ہے۔ یہ حدیث اگرچہ

ضعف سے خالی نہیں لیکن ضعف منجبر ہے۔ اور اس کی سند عبداللہ بن شداد سے مرسلاً صحیح ہے اور حدیث مرسل جب متصل آ جائے تو وہ امام شافعی وغیرہ کے نزدیک حجت ہے۔ سنت کی پیروی کرنے والوں پر لازم ہے کہ اس حدیث پر عمل کریں اگر وہ چاہتے ہیں کہ اصول میں مخالفت نہ ہو اور یہ حدیث عبادہ بن صامت والی حدیث کی مخصص ہے۔ (سلسلہ احادیث الضعیفہ جلد ۲ ص ۵۷-۵۸ زیر حدیث ۵۹۱)

شیخ ناصر البانی غیر مقلد لکھتے ہیں اس حدیث کو طحاوی، ابن ابی شیبہ دار قطنی ابن ماجہ اور احمد نے بہت سے طرق سے مسنداً اور مرسلاً روایت کیا ہے اور اس کو شیخ ابن تیمیہ نے قوی قرار دیا ہے اور اس کے بعض طرق کو امام بوصیری نے صحیح قرار دیا ہے۔ (صفۃ صلاۃ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ص نمبر ۱۰۰)

امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنے پر دلالت کرنے والی تمام احادیث ضعیف ہیں: اور سورہ فاتحہ پڑھنے کے بعد امام کا اتنا طویل سکتہ کرنا جس میں مقتدی سورہ فاتحہ پڑھ سکیں ایسا سکتہ شیخ ابن تیمیہ کے نزدیک بدعت ہے۔ دیکھو (فتویٰ نمبر ۵۵۵ وسئل عن القراءۃ خلف الامام)

صلاح الدین یوسف نے سعودیہ سے شائع ترجمہ قرآن کی تفسیر کے ص نمبر ا پر تین حدیثیں ذکر کی ہیں دو حدیثیں مسلم کی اور ایک ابوداود کی مسلم کی دونوں حدیثوں میں مقتدی کا لفظ نہیں ہے حدیث کے آخری حصہ میں ہے کہ حضرت ابوہریرہ سے پوچھا گیا ہم امام کے پیچھے ہوتے ہیں تو آپ نے فرمایا اِقْرَاْ بِهَا فِي نَفْسِكَ اس کا ترجمہ یہ کیا گیا۔ اپنے جی میں پڑھو۔ یہ ترجمہ غلط ہے اسکا معنی یہ ہے کہ جب تنہا ہو تو فاتحہ پڑھو جب امام کے ساتھ ہو خاموش رہو۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ خود اس حدیث کے راوی ہیں وہ اپنی روایت کے خلاف حکم نہیں دے سکتے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

امام اس لئے بنایا جاتا ہے کہ اس کی اقتداء کی جائے جب وہ تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو اور جب وہ قراءت کرے تو تم خاموش رہو۔

نسائی حدیث (۹۲۰) کتاب الافتتاح، ابوداود حدیث (۶۰۴) ابن ماجہ حدیث ۸۴۶ مسلم حدیث (۴۰۴) کتاب الصلاۃ باب التشہد فی الصلاۃ) وابوعوانہ والرویانی فی ((مسندہ)) (۱/۱۱۹/۲۴) ابن ابی شیبہ (۱/۹۷) مسند احمد رقم الحدیث ۹۱۵۱

اس حدیث کو ناصر الدین البانی غیر مقلد نے ابوداود کی تحقیق میں صحیح قرار دیا ہے امام نسائی نے اس حدیث پر باب قائم کیا ہے باب تأویل قول الله عزوجل ﴿ وَإِذَا قُرِىءَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهُ وَأَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴾

حدیث قدسی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ﴿ وإنْ ذَكَرَنِي فِي نَفْسِهِ ذَكَرْتُهُ فِي نَفْسِي.......... ﴾

بندہ اگر مجھے تنہائی میں یاد کرے تو میں بھی اسے اکیلے یاد کروں گا اگر وہ مجھے مجمع میں یاد کرے تو میں بھی اسے اس مجمع میں یاد کرتا ہوں جو ان کے مجمع سے بہتر ہے۔ (بخاری 7405 کتاب التوحید مسلم 2675 مشکوۃ 2264 کتاب الدعوات)

تیسری حدیث جس میں مقتدی کا لفظ ہے وہ ضعیف ہے۔ تم ایسا مت کرو (یعنی ساتھ ساتھ مت پڑو) مگر سورہ فاتحہ ضرور پڑھو۔

اہل حدیث محدث ناصر الدین البانی صاحب نے ابوداود کی دو قسمیں کی ہیں (۱) صحیح ابوداود (۲) ضعیف ابوداؤد اور یہ حدیث ضعیف ابوداؤد میں درج کی اور کہا هذا حديث ضعيف یہ حدیث ضعیف ہے دیکھو ضعیف ابوداؤد حدیث نمبر ۱۷۶ (۸۲۳)

اور اسی طرح ابوداؤد کی حدیث نمبر (۸۲۴) کو ضعیف قرار دیا اور کہا (هذا حديث ضعيف لأن في سندها نافع بن محمود بن ربيع دیکھو ضعیف ابوداؤد حدیث نمبر ۱۷۷ (۸۲۴) اور ابوداؤد کی حدیث نمبر (۸۲۵) کو ضعیف قرار دیا اور کہا (هذا حديث ضعيف)

☆☆☆☆

سبق آموز سچی حکایات

(محمد مدنی آسوی سیالکوٹ)

جھوٹ، خیانت اور لالچ کا انجام:

اللہ تعالیٰ کے پیارے حبیب ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب بندہ جھوٹ بولتا ہے تو فرشتہ اس کی بدبو سے ایک میل دور ہو جاتا ہے (ترمذی)
سچ بولو کہ وہ جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے جھوٹ سے بچو کہ وہ جہنم کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے (جامع صغیر)
منافق کی تین نشانیاں ہیں: جب بات کرے جھوٹ بولے، جب وہ وعدہ کرے تو وعدہ خلافی کرے، ور جب امانت اس کے سپرد کی جائے تو اس میں خیانت کرے (بخاری و مسلم)

پیارے مدنی منو! دیکھا آپ نے کہ جھوٹ کی نحوست کتنی بری ہے اسی طرح جھوٹ کے نقصانات بھی بہت ہیں۔ چنانچہ مروی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک سفر پر جارہے تھے کہ راستے میں ایک شخص ملا جس نے آپ سے عرض کی: اے اللہ کے نبی! میں آپ کی صحبت میں رہ کر آپ کی خدمت کرنا اور آپ سے علم شریعت حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ مجھے بھی اپنے ساتھ سفر کی اجازت عطا کیجئے۔ پس آپ نے اسے سفر کی اجازت دے دی اور یوں یہ دونوں ایک ساتھ سفر کرنے لگے۔ چلتے چلتے راستے میں ایک نہر کے کنارے پہنچے تو آپ علیہ السلام نے فرمایا: ,,آؤ کھانا کھا لیں،، دونوں کھانا کھانے لگے، آپ علیہ السلام کے پاس تین روٹیاں تھیں جب دونوں ایک ایک روٹی کھا چکے تو آپ علیہ السلام نہر سے پانی نوش کرنے گئے۔ پیچھے سے اس شخص نے تیسری روٹی چھپالی۔ جب آپ علیہ السلام واپس تشریف لائے تو دیکھا تیسری روٹی غائب ہے، آپ علیہ السلام نے اس سے پوچھا: تیسری روٹی کہاں گئی؟ اس نے جھوٹ بولتے ہوئے کہا مجھے معلوم نہیں۔ آپ علیہ السلام خاموش رہے، پھر تھوڑی دیر بعد آپ علیہ السلام نے فرمایا: آؤ! آگے چلیں۔

دوران سفر آپ علیہ السلام نے راستے میں ایک ہرنی کو اپنے دو خوبصورت بچوں کے ساتھ کھڑے دیکھا تو ہرنی کے ایک بچے کو اپنی طرف بلایا، وہ آپ علیہ السلام کا حکم پاتے ہی فوراً حاضر خدمت ہو گیا۔ آپ علیہ السلام نے اسے ذبح کیا، بھونا اور دونوں نے مل کر اس کا گوشت کھایا۔ گوشت کھانے کے بعد آپ علیہ السلام نے اس کی ہڈیاں جمع کیں اور فرمایا: قُمْ بِاِذْنِ اللهِ یعنی اللہ کے حکم سے کھڑا ہو جا۔ تو یکایک ہرنی کا وہ بچہ زندہ ہو گیا اور پھر اپنی ماں کے پاس چلا گیا۔ اس کے بعد آپ علیہ السلام نے اس شخص سے فرمایا: تجھے اللہ عزوجل کی قسم جس نے مجھے یہ معجزہ دکھانے کی قدرت عطا کی! سچ سچ بتا وہ تیسری روٹی کہاں گئی؟ وہ بولا مجھے معلوم نہیں۔ تو آپ علیہ السلام نے فرمایا: چلو آؤ! آگے چلیں۔

چلتے چلتے ایک دریا پر پہنچے تو آپ علیہ السلام نے اس کا ہاتھ پکڑا اور پانی کے اوپر چلتے ہوئے دریا کے دوسرے کنارے پہنچ گئے۔ اب پھر آپ علیہ السلام نے اس شخص سے فرمایا: تجھے اللہ عزوجل کی قسم جس نے مجھے یہ معجزہ دکھانے کی قدرت عطا کی! سچ سچ بتا وہ تیسری روٹی کہاں گئی؟ وہ بولا مجھے معلوم نہیں۔ تو آپ علیہ السلام نے فرمایا: چلو آؤ! آگے چلیں۔

چلتے چلتے ایک ریگستان میں پہنچ گئے جہاں ہر طرف ریت ہی ریت تھی آپ علیہ السلام نے کچھ ریت جمع کی اور فرمایا: اے ریت اللہ عزوجل کے حکم سے سونا بن جا۔ تو وہ ریت فوراً سونا بن گئی آپ علیہ السلام نے اس کے تین حصے کئے اور فرمایا: ایک حصہ میرا، دوسرا تیرا اور تیسرا اس کا

جس نے وہ روٹی لی۔ یہ سنتے ہی وہ جھٹ بول اٹھا۔ وہ روٹی میں نے ہی لی تھی۔ یہ معلوم ہونے کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس سے فرمایا: یہ سارا سونا تم ہی لے لو۔ بس میرا اور تیرا اتنا ہی ساتھ تھا۔

اتنا کہنے کے بعد آپ علیہ السلام اس کو وہیں چھوڑ کر آگے روانہ ہو گئے۔ وہ اتنا زیادہ سونا مل جانے پر بہت خوش تھا۔ جب سارا سونا ایک چادر میں لپیٹ کر واپس گھر کو لوٹنے لگا تو راستے میں اسے دو شخص ملے جنہوں نے اس کے پاس اتنا سونا دیکھ کر اسے قتل کر کے سارا سونا چھیننے کا ارادہ کیا۔ تو اس نے جان بچانے کی خاطر کہا: تم مجھے کیوں قتل کرنا چاہتے ہو؟ اگر سونا لینا چاہتے ہو تو ہم اس کے تین حصے کر لیتے ہیں اور ایک ایک حصہ آپس میں بانٹ لیتے ہیں۔ وہ دونوں اس پر راضی ہو گئے۔ پھر وہ شخص بولا بہتر یہ ہے کہ ہم میں سے ایک آدمی تھوڑا سا سونا لے کر قریب کے شہر جائے اور کھانا خرید لائے تا کہ کھا پی کر سونا تقسیم کر لیں۔

پس ان میں سے ایک آدمی شہر پہنچا، کھانا خرید کر واپس ہونے لگا تو اس نے سوچا: بہتر یہ ہے کہ کھانے میں زہر ملا دوں تا کہ وہ دونوں کھا کر مر جائیں اور سارا سونا میں ہی لے لوں۔ یہ سوچ کر اس نے کھانے میں زہر ملا دیا۔ ادھر ان دونوں نے یہ سازش کی کہ جیسے ہی وہ کھانا لے کر آئے گا ہم دونوں مل کر اس کو مار ڈالیں گے اور پھر سارا سونا آدھا آدھا بانٹ لیں گے۔ چنانچہ جب وہ شخص کھانا لے کر آیا تو دونوں اس پر پل پڑے اور اس کو قتل کر دیا۔ اس کے بعد خوشی خوشی کھانے کے لئے بیٹھے تو زہر نے اپنا کام دکھایا اور یہ دونوں بھی تڑپ تڑپ کر ٹھنڈے ہو گئے اور سونا جوں کا توں پڑا رہا۔

کچھ عرصے بعد سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا واپسی میں وہاں سے گذر ہوا تو کیا دیکھتے ہیں کہ سونا وہیں موجود ہے اور ساتھ تین لاشیں بھی پڑی ہیں تو آپ علیہ السلام نے اپنے ساتھ موجود لوگوں سے فرمایا: دیکھ لو دنیا کا یہ حال ہے پس تم پر لازم ہے کہ اس سے بچتے رہو۔ (اتحاف السادۃ المتقین ج ۹ ص ۸۳۵)

پیارے مدنی منو! دیکھا آپ نے کہ اس شخص کو جھوٹ اور مال دنیا کی محبت نے برباد کر دیا اور نہ دولت ملی اور نہ ہی جھوٹ سے کوئی فائدہ ہوا بلکہ جان سے ہاتھ دھونے کے ساتھ ساتھ دنیا و آخرت کا نقصان بھی اٹھانا پڑا۔ (ماخوذ از مدنی نصاب شعبہ ناظرہ)

پیارے بچو! جھوٹ تمام گناہوں کی اصل ہے ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا میں آپ پر ایمان لانا چاہتا ہوں مگر میں شراب نوشی، زنا کرنے، چوری کرنے اور جھوٹ بولنے کا عادی ہوں، اور لوگ کہتے ہیں کہ آپ ان چیزوں کو حرام کہتے ہیں اور مجھ میں ان تمام چیزوں کو ترک کرنے کی طاقت نہیں، اگر آپ اس پر قناعت کریں کہ ان میں سے ایک چیز کو ترک کر دوں تو میں آپ پر ایمان لے آتا ہوں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم جھوٹ بولنا چھوڑ دو، اس نے قبول کر لیا اور مسلمان ہو گیا۔ جب وہ نبی کریم ﷺ کے پاس سے گیا تو اس کو شراب پیش کی گئی، اس نے سوچا اگر میں نے شراب پی اور نبی کریم ﷺ نے مجھ سے شراب پینے کے متعلق پوچھا اور میں نے جھوٹ بولا تو عہد شکنی ہو گی اور اگر سچ بولا تو آپ مجھ پر حد قائم کر دیں گے، پھر اس نے شراب کو ترک کر دیا۔ پھر اس کو زنا کی پیشکش ہوئی تو اس کے دل میں پھر یہی خیال آیا اس نے پھر اس کو بھی ترک کر دیا اسی طرح چوری کا معاملہ ہوا اور پھر وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور بولا آپ نے بہت اچھا کیا کہ مجھے جھوٹ بولنے سے روک دیا اور اس نے مجھ پر تمام گناہوں کے دروازے بند کر دیئے اور پھر وہ تمام گناہوں سے تائب ہو گیا۔

(تفسیر کبیر ج ۶ ص ۱۶۸) تفسیر تبیان القرآن ج ۵ ص ۲۸۹)

پیارے بچو! کیا آپ جھوٹ کی تعریف اور اس کا حکم بیان کر سکتے ہیں؟

جی ہاں: جھوٹ خلاف واقعہ بات کو کہتے ہیں اور جھوٹ بولنے والے پر اللہ نے لعنت کی ہے (سورہ آل عمران آیت نمبر ۶۱ پارہ ۳ رکوع ۱۴) اور جس پر اللہ تعالیٰ لعنت کر دے اس کا کوئی مددگار نہیں ہو سکتا۔ (سورہ النساء آیت: ۵۳ پارہ ۵ رکوع ۵) لہذا اگر آپ چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کی مدد کرے تو جھوٹ سے سچی توبہ کر لو۔

نشانِ رحمت جمیل احمد قدس سرہ

غلام مصطفےٰ مجددی ایم اے علوم اسلامیہ

یہ خبر وحشت انگیز اور دل کے آشیانے پر بجلی بن کر گری کہ پیر طریقت، رہبر شریعت، آفتاب نقشبندیت، خورشید مجددیت، وارث فیضان شیر ربانی حضور قبلہ عالم مولانا پیر جمیل احمد شرقپوری بھی داغ مفارقت دے گئے

وہ اٹھے درد اٹھا، حشر اٹھا　　　مگر دل ہے کہ بیٹھا جا رہا ہے

آپ قدس سرہ کی عظیم روحانی شخصیت میدان طریقت میں محتاج تعارف نہیں، اس دور کے بزرگ ترین شخصیتوں میں آپ قدس سرہ کا نمایاں مقام ہے۔ آپ علم وعرفان، اخلاص ومروت، شریعت وطریقت کے پیکر جمیل تھے۔ میں نے 1993ء میں جامع شیر ربانی چوک ناخدا چاہ میراں لاہور میں آپ کی پہلی زیارت کی اور ایک اہم موضوع پر مضمون پیش کیا۔ آپ قدس سرہ نے جو حوصلہ افزائی فرمائی اس کی یاد آج بھی دل ودماغ میں محفوظ ہے، اس کے بعد جب بھی آپ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا پہلے سے زیادہ شفیق، مہربان، کرم فرما اور بلند اخلاق نظر آئے۔ اہل علم کی سرپرستی کرنا آپ کا طرہ امتیاز تھا، گاہے بگاہے خود فون پر ارشاد فرماتے کہ مجھے تم سے اس لئے محبت ہے کہ تمہیں حضرت ماجد الف ثانی قدس سرہ کی نسبت مجددی حاصل ہے۔ میں نے حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کا صحیح معنوں میں ترجمان اور جانثار آپ سے بڑھ کر کوئی نہیں دیکھا۔ آپ کے دل میں باقی بزرگان دین کا بھی بہت زیادہ احترام تھا۔ آپ ہر اعتبار سے نقشہ اسلاف تھے۔ ایسے محسوس ہوتا تھا جیسے قافلہ اسلاف سے ایک فرد وحید ہم جیسے پس ماندگان کی دلجوئی کے لئے پیچھے رہ گیا ہے۔ اس دور کی وحشتا کیوں میں ایسی باکرامت ہستیوں کا وجود مسعود نعمت ورحمت کا سرچشمہ ہے جو تشنہ کاموں کو سیراب کرنے کے لئے ہر لحہ بیقرار رہتا ہے۔

مقدور ہو تو خاک سے پوچھوں کہ اے لئیم　　　تو نے وہ گنج ہائے گراں مایہ کیا کئے

میں دل کی اتھاہ گہرائیوں سے آپ کے صاحبزادگان والا شان اور متوسلین والا تبار سے تعزیت کرتا ہوں۔ آپ کا سانحہ ارتحال تمام قوم وملک کے لئے بہت بڑا نقصان ہے۔ مولا کریم آپ کی تعلیمات سے سب کے قلوب واذہان کو روشن فرمائے

نشان رحمت جمیل احمد، پیام روشن جمیل احمد　　　سروں کی غیرت جمیل احمد، دلوں کی دھڑکن جمیل احمد
وہ ناز کرتی ہے جس پہ اہل نظر کی روحانی زندگی بھی　　　شعور غیرت جمیل احمد، فروغ گلشن جمیل احمد
وہ فضل حق کو اٹھانے والا، وہ باغ جاں کو بسانے والا　　　برس رہا تھا وفا کی کھیتی پہ بن کے ساون جمیل احمد
مجھے نظر آ رہا تھا جس کے جمال میں اک جمال زیبا　　　یہ کیا ہوا، وہ کہاں چھپا ہے، خودی کا آنگن کا جمیل احمد
وہ نقشبند جہاں کا پیارا، وہ شیر حق کا حسیں دلارا　　　وہ دل ربا، دل افزا، دل آرا، وہ دل کا درپن جمیل احمد
ہم ایسے دیوانگانِ شب کو کسی کے احساں کی کیا ضرورت　　　گلوں سے بھر کر چلا گیا وہ ہمارا دامن جمیل احمد
غلام دربار مصطفےٰ تھا، مرید صدیق باصفا تھا　　　عمر کا نوکر، غنی کا چاکر، علی کا خرمن جمیل احمد

حضور مفکر اسلام اور نقش لاثانی اسلامک یونیورسٹی

اس حقیقت سے کون ناواقف ہے کہ اسلام کے نام پر حاصل کئے جانے والے ہمارے اس ملک پاکستان میں موجود کالجز اور یونیورسٹیز میں زیر تعلیم نونہالان اسلام الا ماشاء اللہ کس درجہ اسلام اور بانی اسلام صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی عزتوں اور عظمتوں سے نا آشنا ہیں۔ شیطان کے سپوتوں نے فرزندان اسلام کو شرمناک روشن خیالی کی آڑ میں دنیائے عالم میں سوالیہ نشان بنا رکھا ہے۔ شاید حضرت اقبال علیہ الرحمہ نے آج ہی مسلمان کو دیکھ کر یہ کہا تھا کہ

یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود　　　تہذیب میں نصاریٰ تو تمدن میں ہنود

لیکن مندرجہ بالا حقیقت سے بھی زیادہ روشن حقیقت یہ ہے کہ جب بھی کفر والحاد کے دلدادوں نے اس پاک امت کو مٹانے یا کم از کم انکو اپنے مرکز حیات سے ہٹانے کی ناپاک سعی کی ہے تو محبوبان محبوب خدا، عاشقان ہر دو سرا نے ہمیشہ ان کے ناپاک عزائم کو خاک میں ملا کر رکھ دیا کیونکہ

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز　　　شرار بولہبی سے چراغ مصطفوی

کون نہیں جانتا کہ لادینیت اور لاقانونیت کے ہر دور میں اللہ تعالیٰ کے پیاروں اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے جانثاروں کی طرح آج کے اس پر آشوب دور میں بھی ہزاروں لاکھوں لوگوں کے ایمان کی ڈوبتی ناؤ کو شیخ کامل، رہبر کامل، جلوہ محبوب ربانی، قاسم فیوضات حضور نقش لاثانی قبلہ عالم حضور مفکر اسلام محمد حسین آسی صاحب قدس سرہ نے کنارے پہ لگادیا۔ ہاں ہاں شہنشاہ لاثانی کا بھی وہ لاثانی قلندر تھا جن کی پاک زندگی کا ایک ایک لمحہ صحابہ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے جذبہ ایمانی کی عکاسی کرتا تھا اور جن کی نگاہ کرم سے فیض پانیوالے آج بھی ملک کے گوشے گوشے میں عشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے چراغ روشن کر رہے ہیں۔

شہر شکر گڑھ کے باسی قیامت کی صبح تک اللہ کریم جل مجدہ کا کما حقہ شکر ادا نہیں کر سکتے کہ جس خدا تعالیٰ نے اپنا سچا اور سُچا ولی اپنے محبوب کا پیارا حضور مفکر اسلام قدس سرہ کی صورت میں عطا فرمایا تھا۔ آج بھی محلّہ نقش لاثانی نگر شکر گڑھ میں گونجنے والی صدائیں اس فیض کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ علم و حکمت اور عشق وادب کا مرکز بنام نقش لاثانی اسلامک لا نیورسٹی آج بھی وارث حضور مفکر اسلام، سراپا عشق بانی اسلام صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم حضرت صاحبزادہ قبلہ محمد عطائی الحق نقشبندی آسوی کے زیر سایہ تشنگان علم کو سیراب کر رہا ہے۔ یونیورسٹی میں زیر تعلیم طلباء ہی نہیں اس کے درو دیوار بھی محبت رسول کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ترانوں میں رقص کرتے نظر آتے ہیں۔

صاحبان ثروت روز اول سے تا حال اس عظیم یونیورسٹی کی تعمیر و ترقی کے لئے کوشاں ہیں۔ عید قربان کے موقعہ پر چوہمائے قربانی کی سورت میں لوگوں کا جذبہ دیدنی ہوتا ہے۔ اس سال بھی پیشگی اطلاع کے ساتھ ہم غیور مسلمانوں اور حضور مفکر اسلام کے پروانوں سے پر امید بلکہ پر یقین ہیں۔ اللہ ذوالجلال محبوب ذوالجلال کا صدقہ مزار حضور مفکر اسلام کی بہاریں سلامت رکھے (آمین بجاہ النبی الکریم) طاہر نقاش آسوی

رابطہ نمبرز: 0300-7770633 . 0300-7764560 نقش لاثانی یونیورسٹی

0300-7143477 . 0300-7123402 محلّہ نقش لاثانی نگر شکر گڑھ ضلع نارووال

Monthly Mujjalah **AL-HAQIQA** October 2013
Reg.No. C.P.L.169



برموقع عرس شمس العارفین، بدر الکاملین

سید علی حسین شاہ

حضور مفکر اسلام پروفیسر محمد حسین آسی نقشبندی قادری رحمۃ اللہ علیہ

یارب العلمین

یارحمۃ للعلمین

ختم نبوت کانفرنس

پانچویں سالانہ
آل ڈسٹرکٹ

تاریخ: 10 اکتوبر 2013ء بروز جمعرات بعد نماز عشاء

بمقام: جامع مسجد بہار مدینہ، نزد بجلی گھر (ماہیانوالہ روڈ) نارووال

پاسبان طریقت و شریعت
پیر سید کرامت علی حسین

پیر عطاء الحق نقشبندی
آسوی

مولانا عبداللہ ثاقب
ناظم اعلیٰ شیران اسلام پنجاب
(لاہور)

مجاہد ختم نبوت
بدیع الزماں بھٹی
ایڈووکیٹ ہائیکورٹ

تلاوت
حافظ علی رضا

خصوصی خطاب
محقق علام، مناظر اسلام، امیر البیان
حضرت علامہ صاحبزادہ
فیصل ندیم کیلانی
حافظ آباد

مہمانان گرامی

حاجی عبدالرزاق نقشبندی	جناب افتخار احمد حسنون آسوی
علامہ مفتی شاہد اقبال آسوی	پروفیسر سعید احمد قادری
پروفیسر حافظ شفیق	ماسٹر ذوالفقار

زیر نگرانی:
صوفی باصفا حاجی امجد علی صاحب
جناب صوفی محمد بوٹا صاحب
جناب علامہ حافظ اکبر علی صاحب

محمد راشد سلطان	قاری کرم رسول نقشبندی	رانا محمد شہریار چوہدری
حافظ عمران آسوی	علامہ اعظم علی نعیمی	حافظ اکبر جلالی

نعت خواں
صاحبزادہ محمد طاہر آسوی
قاری محمد شبیر برادران
حافظ محمد الیاس برادران

شیران اسلام پاکستان
تحصیل نارووال یونٹ
0306-8420977

ادارہ الحقیقہ
0300 7123402